آیاتہا ۱۸۲ سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۳۷ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الدلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الصافات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تخفیف کا حکم دیتے تھے اور سورۃ صافات کی قرأت کے ساتھ ہماری امامت کراتے تھے۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے فضائل القرآن میں اور ابن نجار اپنی تاریخ میں نہشل بن سعید وردانی رحمہما اللہ سے وہ حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کے روز سورۃ یاسین اور سورۃ الصافات پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرمادے گا جو اس نے سوال کیا ہوگا۔

امام ابونعیم نے الدلائل میں اور سلفی رحمہما اللہ نے طیوریات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل حضرموت میں سے بنو ولیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ حمزہ، محرش، مشرح، ابصعہ اور عمردہ تھے ان میں اشعث بن قیس بھی تھا وہ ان میں سے سب سے چھوٹا تھا انہوں نے کہا اَبَیْتَ اللَّعْنَ،(3) دور جاہلیت کا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بادشاہ نہیں۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں انہوں نے کہا ہم آپ کو آپ کے نام سے یاد کریں گے۔ فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا نام رکھا ہے اور میں ابوالقاسم ہوں۔ انہوں نے کہا اے اباالقاسم ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حمیۃ سمن میں ایک مکڑی چھپا رکھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ یہ تو کاہن کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے بے شک کاہن، کہانت، اور کہن سب آگ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں کیسے علم ہوگا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مٹھی بھری فرمایا یہ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں اللہ کی تسبیح کی۔ ان سب افراد نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا اور مجھ پر ایسی کتاب نازل کی نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اس میں باطل داخل ہو سکتا ہے یہ حکیم وحمید کی جانب سے نازل شدہ ہے یہ میزان میں بڑے پہاڑ سے زیادہ بھاری ہے اور تاریک رات میں شہاب کے نور کی طرح ہے۔ انہوں نے عرض کی اس میں سے ہمیں کچھ سنایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (والصافات صفا) کی تلاوت کی یہاں تک کہ (رب المشارق) تک پہنچے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے اور آپ کی طبیعت میں بھی سکون آگیا آپ کے جسم میں سے کوئی چیز حرکت نہیں کر رہی تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی پر بہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو روتا ہوا دیکھتے ہیں کیا جس نے آپ کو بھیجا ہے اس کے ڈر سے روتے ہیں؟ فرمایا اس سے میرے ڈر نے مجھے رلایا ہے اس نے مجھے صراط مستقیم پر مبعوث کیا ہے جس طرح

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 95، دارالحدیث القاہرہ

3۔ دور جاہلیت کا سلام مراد ہے جو بادشاہ کو کیا جاتا تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے تو ملامت کا مستحق ہو۔ مترجم

marfat.com

Marfat.com

تلوار کی دھار ہوتی ہے اگر میں اس سے بھکوں تو میں لاک ہو جاؤں پھر اس آیت کو تلاوت کی وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ (الاسراء:86)(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّاۙ(۱) فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًاۙ(۲) فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًاۙ(۳) اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌؕ(۴) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ(۵)

"قسم ہے (مقام نیاز میں) پرے باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی، پھر خوب جھڑکنے والوں کی، پھر قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا۔"

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے مراد فرشتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد فرشتے ہیں اور فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ صافات، مرسلات اور نازعات سے مراد فرشتے ہیں۔

ابن منذر اور ابوالشیخ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کلمات سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منع کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس سے کتاب اور قرآن لوگوں کی طرف لاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے آسمان میں صفیں بنائے ہوتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جھڑکا ہے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کہا قرآن میں جن سابقہ امتوں کی خبروں کو بیان کیا جاتا ہے اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ یہ جملہ جواب قسم ہے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سال میں مشارق تین سو ساٹھ ہیں اور مغارب بھی تین سو ساٹھ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 88 (03-2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 78-77، بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہیں کہامشرقان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور مغربان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مغرب ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سے مراد تین سو ساٹھ مشرق اور مغارب سے مراد بھی اسی قدر ہیں سورج ہر روز ایک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سال کے دنوں کے برابر ہیں کیونکہ ہر دن ایک مطلع اور ایک مغرب ہوتا ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾

''بلاشبہ ہم نے آراستہ کیا ہے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے سنگھار سے اور (اسے) محفوظ کر دیا ہے ہر سرکش شیطان (کی رسائی) سے۔ نہیں سن سکتے کان لگا کر عالم بالا کی باتوں کو اور پتھراؤ کیا جاتا ہے ان پر ہر طرف سے ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے تو تعاقب کرتا ہے اس کا تیز شعلہ''۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے یعنی بزینۃٍ۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم نے کہا جس نے بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ مضاف کی صورت میں پڑھا اور بزینۃ پر تنوین نہ دی تو اس نے اسے آسمان کی زینت نہیں بنایا بلکہ اس نے کواکب کی زینت بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ حِفْظًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے حفاظت بنا دیا لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى یعنی انہیں سننے سے ستاروں کے ساتھ روک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لَا يَسَّمَّعُوْنَ کو مخفف پڑھتے۔ کہا وہ سننے کی کوشش کرتے لیکن وہ سن نہ سکتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا يَسَّمَّعُوْنَ میں ضمیر سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یعنی ان پر ہر جانب سے شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے۔ دُحُوْرًا یعنی دھتکارے ہوئے۔ وَّاصِبٌ سے مراد دائم ہے۔(3)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2504)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49-48

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔(1)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّاصِبٌ سے مراد دائمی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو فرشتوں کی آوازوں سے چوری چھپے بات سن لے۔ شِهَابٌ یعنی ستاروں کا شہاب اس کا پیچھا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہاب مارا جاتا ہے تو جسے مارا جاتا ہے، اس سے خطا نہیں ہوتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنی آتا ہے اور چوری کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ چوری سے آواز سنتا ہے تو اسے شہابیہ مارا جاتا ہے جو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس سے کہا اس طرح اس طرح۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت یزید رقاشی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان آسمان میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک کہ دوسری جانب جا نکلتا ہے۔ اس بات کا ذکر ابو مجلز سے کیا گیا۔ انہوں نے کہا بات ایسے نہیں بلکہ اس کے ثقوب سے مراد اس کی روشنی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کی روشنی جب الگ ہوتی ہے تو شیطان تک جا پہنچتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد روشنی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حسن بصری سے ثَاقِبٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ روشن۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد جلانے والا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّا
زِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَ يَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا
رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ قَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا
مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾
قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 45
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2507)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾

''پس آپ ان سے پوچھیے آیا وہ زیادہ مضبوط ہیں خلقت کے اعتبار سے یا (دوسری چیزیں) جنہیں ہم نے پیدا فرمایا۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیسدار کیچڑ سے۔ آپ تو اظہار تعجب کرتے ہیں (قدرت کے کرشمے دیکھ کر) اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے (تو) کیا ہم زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ فرمایئے! ہاں (ضرور) اس حال میں کہ تم ذلیل وخوار ہوگے۔ پس قیامت تو فقط ایک جھڑکی ہوگی پس وہ (اٹھ کر ادھر ادھر) دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہم برباد ہوگئے: یہ تو یوم جزا ہے۔ (ہاں ہاں) یہی فیصلہ کا دن ہے جس (کی آمد) کو تم جھٹلایا کرتے تھے''۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آسمان، زمین اور پہاڑ۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یا وہ جن کا ہم نے تم پر شمار کیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (غافر:57)(2)

امام ابن جریر نے ضحاک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ عَدَدْنَا۔(3)

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سے مراد ہے وہ جو فوت ہوچکے ہیں اور فرشتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چپکنے والی مٹی۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا چپکنے والی مٹی۔ پوچھا کیا عرب اس پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں تونے نابغہ کو کہتے ہوئے نہیں سنا وہ کہتا ہے:

فَلَا يَحْسَبُوْنَ الْخَيْرَ لَا شَرَّ بَعْدَهٗ وَلَا يَحْسَبُوْنَ الشَّرَّ ضَرْبَةَ لَا زِبِ

''تم اسے خیر گمان نہیں کرتے جس کے بعد شر نہ ہو، اور تم چپکنے والی مٹی کی ضرب کو شر گمان نہیں کرتے''۔

امام ابن شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں کہا کہ لزب سے مراد عمدہ ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 50 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ جلد 23، صفحہ 52 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت عکرمہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ چپکنے والی مٹی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ، حما اور طین ایک ہی چیز ہے۔ ابتداء میں وہ تراب ہوتی ہے پھر بدبودار حما ہو جاتی ہے پھر طین لازب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ چپک جائے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ مٹی ہوتی ہے جو ہاتھوں کے ساتھ چمٹ جائے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو چمٹ جائے اور بدبودار ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور حاکم رحہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ پڑھتے بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ تاء کو رفع کے ساتھ پڑھتے۔(3)

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں اعمش کے واسطہ سے شقیق بن سلمہ سے وہ شریح سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ یہ آیت پڑھتے بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ اور تاء پر زبر پڑھتے اور کہتے اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تعجب کا اظہار نہیں کرتا۔ تعجب تو وہ کرتا ہے جو جانتا نہیں۔ اعمش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی سے کیا تو انہوں نے فرمایا شریح کو اپنی رائے پر ناز تھا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس سے زیادہ عالم تھے۔ وہ اسے بل عجبتُ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں اللہ کی کتاب اور اس کی وحی سے متعجب ہوا اور میں جوان کے پاس پیغام لایا اس کا وہ مذاق اڑاتے ہیں۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بَلْ عَجِبْتَ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قرآن نازل ہوا تو میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ بنو آدم کے گمراہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ گمراہ لوگوں نے اس کا تمسخر اڑایا۔ يَسْخَرُوْنَ میں ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں۔ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ نہ وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی بصیرت وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ یعنی اس کا تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَّسْتَسْخِرُوْنَ کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3608)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2508)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54-53

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے: وہ استہزاء کرتے ہیں۔ زَجْرَةٌ کا معنی چیخ ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کا معنی ہے ایک نفخہ یہ دوسرا نفخہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسے یوم الدین اس لیے فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ اس دن میں بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے اور یَوْمُ الْفَصْلِ سے مراد یوم قیامت ہے۔(3)

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝

"(اے فرشتو!) جمع کرو جنہوں نے ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پس سیدھا لے چلو انہیں جہنم کی راہ کی طرف۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے زبانیہ سے کہیں گے اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منیع نے "مسند" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے "البعث" میں حضرت نعمان بن بشیر کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کی مثل۔ جو ان کی مثل ہوں گے۔ سود والے سود والوں کے ساتھ، بدکار، بدکاروں کے ساتھ، شراب خور، شراب خوروں کے ساتھ جنت میں ساتھی اور جہنم میں ساتھی۔(4)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "بعث" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ اور ایک روایت میں اشباههم کی جگہ نظراء هم کے الفاظ ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد اعمال میں ان کے مشابہ اور یہ آیات پڑھیں وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ (الواقعہ) فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (الواقعہ:8) وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (الواقعہ:9) وَالسّٰبِقُوْنَ (الواقعہ: 10) سب زوج ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد انکی امثال ہیں(6)۔ قاتل قاتلوں کے ساتھ، بدکار بدکاروں کے ساتھ اور سود خور سود خوروں کے ساتھ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 55 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3609)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 56 6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 57

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ یعنی کفار، کفار کے ساتھ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَاهْدُوْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہانک کرلے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاهْدُوْهُمْ کا معنی ہے ان کی راہنمائی کرو اور صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سے مراد جہنم کا راستہ۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾

''اور (اب ذرا) روک لو انہیں ان سے باز پرس کی جائے گی۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں روک لو ان کا محاسبہ ہوگا۔

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں، ترمذی، دارمی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس داعی نے بھی کسی امر کی طرف بلایا ہوگا تو قیامت کے روز روکا جائے گا۔ وہ اس کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہیں ہوگا، اگرچہ ایک آدمی نے ایک آدمی کو دعوت دی ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قیامت کے روز ٹھہریں گے یہاں تک کہ ان کے اعمال کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن زائد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے اس کے ہم مجلسوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 57، (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 340 (3228)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اللّٰہُ ۙ یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْۤا اٰلِہَتِنَا لِشَاعِرٍ
مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّکُمْ لَذَآئِقُوا
الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ
الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاکِہُ ۚ وَ ہُمْ
مُّکْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۴﴾

"تمہیں کیا ہوگا تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ آج تو وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اور متوجہ ہوں گے ایک دوسرے کی طرف (اور) سوال جواب کریں گے۔ (پیروکار سرداروں سے) کہیں گے کہ تم آیا کرتے تھے ہمارے پاس بڑے کر و فر سے (ہمیں کفر پر مجبور کرتے تھے)۔ وہ جواب دیں گے بلکہ تم ایمان ہی کب لائے تھے (کہ ہم نے تم کو گمراہ کر دیا)۔ اور نہ ہمیں تم پر کوئی غلبہ حاصل تھا بلکہ تم بذات خود سرکش لوگ تھے۔ پس لازم ہوگیا ہم سب پر اپنے رب کا حکم۔ اب (خواہ مخواہ) ہم اس عذاب کو چکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا، ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پس وہ (سب) اس روز عذاب میں حصہ دار ہوں گے۔ ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔ کفار کا یہ حال ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے خداؤں کو ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے (دیوانے تو یہ خود ہیں) وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سارے رسولوں کی۔ (اے مجرمو!) تم ضرور چکھو گے دردناک عذاب کو۔ اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اسی کا جو تم کیا کرتے تھے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے (اس عذاب سے محفوظ رہیں گے)۔ وہی ہیں جنہیں وہ رزق دیا جائے گا جس کی کیفیت معلوم ہے۔ لذیذ پھل اور ان کا بڑا احترام و اکرام کیا جائے گا (اور وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے (زرنگار) پلنگوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَا تَنَاصَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا وجہ ہے آج تم ہمارے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ مُسْتَسْلِمُوْنَ مسخر ہیں۔ وَ اَقْبَلَ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنا شروع کر دی۔ کمزوروں نے متکبروں سے کہا اِنَّکُمْ کُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ تم اپنی قدرت کی وجہ سے ہم پر غالب تھے قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ بلکہ تم اللہ کے علم میں مومن نہیں تھے وَ مَا کَانَ لَنَا عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ کُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ یعنی تم اللہ کے علم میں مشرک تھے فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ ہو چکا کیونکہ ہم کمزور ہیں اور تم عزت والے ہو وہ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا وجہ ہے کہ تم ایک دوسرے کا دفاع نہیں کرتے بلکہ آج وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ انسان جنوں سے جھگڑنے لگے انسانوں نے جنوں سے کہا۔ تم بھلائی کے کام کے وقت ہمارے پاس آجاتے اور ہمیں اس سے روک دیتے۔ جنوں نے انسانوں سے کہا بلکہ تم مومن ہی نہ تھے۔ پس ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ لازم ہو چکا۔ کہا یہ جنوں کا قول ہے۔ ہم نے تم کو گمراہ کر دیا۔ ہم تو سرکش تھے۔ یہ گمراہ انسانوں کے لیے شیاطین کا قول ہے۔ وہ کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو مجنوں، شاعر کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ شاعر، مجنون سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد لیتے تھے بلکہ وہ تو حق لائے اور پہلے رسولوں کی تصدیق کی۔ تم الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ چکھنے والے ہو تمہیں اس کی جزاء دی جائے گی جو تم عمل کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے یہاں رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ کہ یہ اس وقت ہوگا جب انہیں دوسرے نفخہ کے وقت اٹھایا جائے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ کا معنی ہے کہ وہ ہر اچھے عمل کے وقت آجاتے تا کہ انسانوں کو اس اچھے عمل سے روک دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْيَمِيْنِ سے مراد حق ہے۔ یہ بات تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ کفار شیاطین سے کہیں گے۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہوتے تو ہم سے محفوظ رہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: شیاطین کہیں گے ہم نے تمہیں دنیا میں گمراہ کیا ہے کیونکہ ہم تو سرکش تھے۔ بیشک وہ اور جنہیں دنیا میں اغواء کیا گیا وہ عذاب میں اکٹھے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب انہیں کہا جاتا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ تکبر کرتے یعنی جب کوئی آدمی شرک نہ کرتا تو وہ تکبر کا اظہار کرتے۔ لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ سے مراد ایسا شاعر جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کو بیان کیا فرمایا بلکہ وہ حق لایا اور رسولوں کی تصدیق کی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں۔ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر جو شرعی حق ہے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور تکبر کرنے والی قوم کا ذکر کیا اور کہا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58,59,60,61,62، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 59

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا (الفتح: 26) کلمۃ تقویٰ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے مشرکوں نے حدیبیہ کے روز اس سے تکبر کا اظہار کیا جس روز رسول اللہ ﷺ نے صلح کا معاہدہ لکھوایا تھا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''تاریخ'' میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی کنجی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی چابی نہیں ہوتی مگر اس کے دندانے ہوتے ہیں۔ جو آدمی اس کے دندانے لاتا ہے تو اس کے لیے تالا کھول دیا جاتا ہے اور جو دندانے نہ لائے تو اس کے لیے تالا نہیں کھولا جاتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ پڑھتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(2)

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍۭ ﴿۴۵﴾ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

''پھرائے جائیں گے ان پر چھلکتے جام (شراب طہور کے) چشموں سے پر کر کے (دودھ سے زیادہ) سفید بڑے لذیذ۔ پینے والوں کے لیے۔ نہ اس میں مضر صحت کوئی چیز ہے اور نہ وہ اس (کے پینے) سے مدہوش ہوں گے۔ اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی آہو چشم (عورتیں)۔ گویا وہ (شتر مرغ کے) انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ۔''

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی کاس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اس سے مراد شراب لی ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شراب کا جام جسے نچوڑا نہ گیا ہو۔ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ یعنی وہ ان کی عقلوں کو ضائع کرے گا، نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے پیٹوں میں درد ہوگا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے بیضاء کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں صفراء ہے۔(5)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''بعث'' میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کاس معین سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 119
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 62
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 64-66
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 63

marfat.com
Marfat.com

مراد شراب ہے لَا فِيْهَا غَوْلٌ یعنی اس میں سر درد نہیں ہوگا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شراب میں چار خصلتیں ہیں نشہ، سر درد، قے اور پیشاب۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان چیزوں سے پاک کیا۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ نشہ کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع نہیں ہوں گی۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ وہ شراب کو پی کر قے نہیں کریں گے جس طرح دنیا میں شراب پینے والا قے کرتا تھا جبکہ قے ناپسندیدہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا فِيْهَا غَوْلٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس میں دنیا کی شراب جیسی بدبو اور ناپسندیدگی نہیں ہوگی۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤالقیس کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

رَبَّ كَأْسٍ شَرِبْتُ لَا غَوْلَ فِيْهَا وَسَقَيْتُ النَّدِيْمَ مِنْهَا مِزَاجَا

"کتنے ہی جام میں نے پیے جن میں سر درد نہیں ہوا، جبکہ میں نے ندیم کو اس کا آمیزہ پلایا"

حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس سے نشہ نہیں ہوتا۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبداللہ بن رواحہ کا شعر نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

ثُمَّ لَا يُنْزَفُوْنَ عَنْهَا وَلٰكِنْ يُذْهَبُ الْهَمُّ عَنْهُمْ وَالْغَلِيْلُ

"وہ اس شراب کے پینے سے نشے میں نہیں ہوتے لیکن، ان سے غم اور پیاس دور ہو جاتی ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا فِيْهَا غَوْلٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایسی شراب ہے جس کے پینے سے پیٹ درد نہیں ہوتا۔ (2)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا فِيْهَا غَوْلٌ کا معنی ہے اس میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی اس کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع ہوتی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِيْنٍ سے مراد شراب ہے۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ یعنی اس شراب میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ یعنی اس میں نہ ناپسندیدگی کی بات اور نہ ہی اس میں کوئی تکلیف ہوگی۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "بعث" میں حضرت ابن عباس سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ اپنے خاوندوں کے علاوہ سے اپنی نظریں روکے ہوئے ہیں۔ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی چھپایا گیا موتی۔ (4)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اپنے خاوندوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 66-64 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 64 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 65
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 69-67

marfat.com
Marfat.com

کے علاوہ سے روکے ہوئے ہیں اور اپنی نظریں اپنے مردوں تک محدود کیے ہوئے ہیں۔ عِیْنٌ یعنی خوبصورت آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِیْنٌ سے مراد بڑی آنکھیں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی انڈے کی سفیدی جو اس کے اوپر سے اتاری جاتی ہے اور اس کے غشاء سے مراد جو اس کی کلغی میں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گویا وہ انڈے کا اندر والا حصہ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا معنی یہ ہے کہ انڈے کی سفیدی جس سے اس کا چھلکا اتارا جاتا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ جھلی ہے جو اوپر والے چھلکے اور انڈے کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے گھونسلے میں انڈہ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی غیر مرد کا ارادہ نہیں کرتیں۔ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد ایسا انڈا جسے ہاتھوں نے آلودہ نہ کیا ہو۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مَّكْنُوْنٌ کا معنی محفوظ نقل کیا ہے۔ جس پر ہاتھوں کا گزر نہیں ہوا۔

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد وہ انڈہ ہے جسے پر چھپائے ہوتے ہیں جیسے شترمرغ کا انڈا جسے پر ہوا سے چھپائے رکھتے ہیں۔ وہ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ وہ چمکتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مکنون ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2519)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 69

marfat.com
Marfat.com

مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝۵۹ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۶۰ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝۶۱

''پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے (اور) سوال جواب کریں گے۔ کہے گا ان میں سے ایک کہ میرا ایک جگری دوست ہوا کرتا تھا۔ وہ (مجھے) کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت پر) ایمان لانے والوں سے ہے۔ کیا جب ہم مریں گے اور (مرکر) مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے کیا اس وقت ہمیں جزا دی جائے گی۔ ارشاد ہوگا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ پس جب اس نے جھانکا تو دیکھا اپنے یار کو جہنم کے وسط۔ میں جنتی بول اٹھے گا بخدا! تو تو مجھے ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا۔ اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (آج) پکڑ کر لائے جانے والوں میں سے ہوتا۔ (جنتی کہیں گے) اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا۔ بیشک یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایسی ہی عظیم الشان کامیابی کے لیے عمل کر نے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔''

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے يَتَسَآءَلُوْنَ کے بارے میں کہا کہ ضمیر سے مراد جنتی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے قَرِيْنٌ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں حصہ دار تھے۔ ان کا کل مال آٹھ ہزار دینار تھا۔ ان دونوں نے آپس میں وہ تقسیم کر لیے۔ ان میں سے ایک نے ارادہ کیا اور ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خرید لی (2)۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خریدی ہے۔ میں تجھ سے ہزار دینار کے بدلے میں جنت میں زمین خریدتا ہوں تو ایک ہزار دینار صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا ہے۔ میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کے بدلے میں گھر لیتا ہوں اور ایک ہزار مال صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کر لی۔ تو اس پر ایک ہزار دینار صدقہ کیا تو دوسرے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو اس پر ایک ہزار دینار کا صدقہ کیا ہے اور میں تیری بارگاہ میں جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت کو ہزار دینار مہر پر دعوت نکاح دیتا ہوں اور ایک ہزار صدقہ کر دیا۔ پھر اس نے خادم اور ساز و سامان ایک ہزار دینار میں خریدا اور اس نے کہا میں تیری بارگاہ سے ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں خادم اور سامان خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔ پھر صدقہ کرنے والے کو سخت تنگ دستی نے آلیا۔ اس نے کہا اگر میں اس ساتھی کے پاس جاؤں۔ شاید اس کی طرف سے مجھ پر احسان ہو۔ وہ راستہ میں بیٹھ گیا۔ وہ آدمی اس محتاج کے پاس سے خدام اور اہل و عیال کے ساتھ گزرا محتاج اس کے لیے اٹھا۔ دوسرے نے اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 70 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2520)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

دیکھا اور پہچان لیا کہا فلاں؟ محتاج نے کہا ہاں۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ محتاج نے کہا تیرے بعد مجھے سخت مصیبت نے آلیا۔ میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ تو مجھ پر احسان کرے۔ امیر آدمی نے پوچھا تیرے مال کا کیا ہوا۔ ہم نے تو ایک ہی مال تقسیم کیا تھا۔ تو نے تو اس کا نصف حصہ لیا تھا۔ محتاج نے بتایا۔ میں نے ایک ہزار دینار میں گھر خریدا۔ میں نے ایسا کیا میں نے ایسا کیا اور تمام واقعہ اس کو سنایا۔ امیر نے کہا تو انہیں صدقہ کرنے والا ہے، جا اللہ کی قسم! میں تجھے کوئی چیز نہ دوں گا اور اسے لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی موت کا فیصلہ کر دیا۔ تو دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لَمَدِيْنُوْنَ کا معنی ہے جن کا محاسبہ ہوگا۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت فرات بن ثعلبہ بہرانی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دو آدمی آپس میں مال میں شریک تھے۔ ان دونوں کے لیے آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے۔ ایک آدمی کا کوئی حرفہ نہ تھا جبکہ دوسرا حرفہ والا تھا۔ حرفہ (دستکاری کا کام) والے نے کہا تیرا کوئی پیشہ نہیں ہے۔ میں تجھ سے اپنا مال الگ کرنا چاہتا ہوں اور اسے تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے اس سے مال تقسیم کر لیا۔ پھر اس سے الگ ہو گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے ہزار دینار میں ایک گھر خریدا جو ایک بادشاہ کا تھا۔ اپنے ساتھی کو بلایا۔ پھر کہا تو اس گھر کو کیسا خیال کرتا ہے۔ میں نے اسے ہزار دینار میں خریدا ہے؟ اس نے کہا بہت اچھا ہے۔ جب اس گھر سے باہر نکلا تو کہا اے اللہ! میرے ساتھی نے یہ گھر خریدا ہے۔ میں جنت میں تجھ سے گھر کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔

پھر وہ وہاں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرے۔ پھر اس نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں ایک عورت سے شادی کی۔ اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو کہا میں نے اس عورت سے ایک ہزار دینار پر شادی کی ہے۔ ساتھی نے کہا یہ کتنی خوبصورت ہے۔ جب گھر سے باہر نکلا تو کہا اے میرے اللہ! میرے ساتھی نے ہزار دینار کے عوض عورت سے شادی کی ہے۔ میں تجھ سے حور عین کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔ پھر وہ امیر آدمی اسی طرح رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے دو باغ دو ہزار میں خریدے۔ پھر ساتھی کو دعوت دی اور اسے باغ دکھائے اور کہا میں نے یہ دو باغ دو ہزار میں خریدے ہیں۔ اس ساتھی نے کہا یہ کتنے اچھے ہیں؟ جب اس کے پاس سے باہر نکلا تو کہا اے میرے رب! میرے ساتھی نے یہ دو باغ دو ہزار دینار میں خریدے ہیں۔ میں تجھ سے جنت میں دو باغوں کا سوال کرتا ہوں۔ تو دو ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

پھر فرشتہ ان دونوں کے پاس آیا اور ان دونوں کی روح کو قبض کیا۔ اس صدقہ کرنے والے کو لے گیا۔ اسے ایسے گھر میں لے گیا جس نے اسے خوش کر دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے نیچے ایک عورت حسن کی وجہ سے چمک رہی ہے۔ پھر اسے باغوں اور دوسری چیز کی طرف لے گیا جس سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ اس وقت صدقہ کرنے والے نے کہا یہ چیز کتنی ہی اس آدمی کی چیزوں کے مشابہ ہیں۔ تو فرشتے نے کہا وہ اس کی تھیں۔ تیرا یہ مکان، یہ دو باغ اور یہ عورت ہے۔ اس نے کہا اِنِّیْ كَانَ لِیْ کریم يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ اسے بتایا گیا کہ وہ تو جہنم میں ہے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت ہے قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

marfat.com
Marfat.com

مُّطَّلِعُوْنَ۞فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ۞قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں کاروبار میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک مومن اور دوسرا کافر تھا۔ دونوں چھ ہزار دینار پر آپس میں جدا ہوئے۔ ہر ایک ساتھی کو تین ہزار ملے دونوں الگ رہنے لگے۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپس میں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا؟ کیا اس سے کوئی چیز خریدی جس میں تو تجارت کرتا؟ مومن نے اسے کہا نہیں مومن نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس کافر نے کہا میں نے اس سے کھجور کے درخت، زمین، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدیں مومن نے اس سے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا؟ کہا ہاں۔ مومن واپس لوٹا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے اپنے سامنے رکھے۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں کافر نے زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدی ہیں۔ پھر وہ مرجاتا ہے اور انہیں کل چھوڑ دیتا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں خریدتا ہوں۔ پھر جب صبح ہوئی تو اس ہزار دینار کو مساکین میں تقسیم کر دیا۔

پھر دونوں اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ رہیں۔ پھر آپس میں ملے۔ کافر نے مومن سے کہا تو نے کیا کیا؟ کیا تو نے اس مال کو ایسی چیز میں خرچ کیا جس سے تجارت کرے؟ کہا نہیں مومن نے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میری جاگیر پر کام زیادہ ہو گیا تھا۔ میں نے ایک ہزار میں غلام خریدے۔ وہ میرے لیے اس جاگیر میں کام کاج کرتے ہیں۔ مومن نے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں مومن واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ جب وہ فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کے غلام خریدے وہ کل مرجائے گا اور انہیں چھوڑ جائے گا یا وہ غلام مرجائیں گے اور اسے چھوڑ جائیں گے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت کے غلام خریدتا ہوں۔ پھر صبح ہوئی تو اس نے وہ مال مساکین میں تقسیم کر دیا۔

پھر دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھر دونوں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا، کیا اسے کسی ایسی چیز میں لگایا ہے جس میں تو تجارت کرے؟ مومن نے کہا نہیں۔ مومن نے پوچھا تو نے اس کا کیا کیا؟ کافر نے کہا میرے سارے معاملات مکمل تھے مگر ایک چیز رہتی تھی۔ فلاں عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ میں نے اسے ایک ہزار دینار مہر دیا تو وہ ایک ہزار دینار اور اتنا اور مال لے کر میرے پاس آگئی۔ مومن نے اس سے پوچھا کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ مومن واپس لوٹا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو باقی ماندہ ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا اور کہا اے اللہ! فلاں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ایک ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کی عورتوں میں سے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ وہ اس عورت کو چھوڑ کر مر جائے گا اور اسے چھوڑ جائے گا یا وہ عورت مر جائے گی اور اسے چھوڑ جائے گی۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ اقدس میں ایک ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں حور عین کو دعوت نکاح پیش کرتا ہوں۔ پھر اس نے صبح کی اور وہ رقم مساکین میں تقسیم کر دی اور مومن کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔

اس نے روئی کی قمیص اور اون کی چادر زیب تن کی۔ پھر وہ کام کرنے لگا اور اپنی قوت سے زمین کھودنے لگا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا تو مشاہرہ پر میرے ہاں مزدوری کرے گا، مہینے کے بعد معاوضہ ملے گا۔ تو میرے جانوروں کی خدمت کرے گا؟ اس مومن نے کہا ٹھیک ہے۔ جانوروں کا مالک صبح کرتا، اپنے جانوروں کو دیکھتا۔ جب ان میں سے کوئی کمزور جانور دیکھتا، اس کا سر پکڑتا اور اس کی گردن پر مارتا۔ پھر اسے کہتا اس رات کا جو تو نے چوری کر لیا ہے۔ جب اس نے (مومن نے) سختی کو دیکھا تو کہا میں اپنے ساتھی کے پاس جاتا ہوں۔ میں اس کی زمین میں کام کروں گا۔ وہ ہر روز اتنا ٹکڑا کھانا کھلائے گا اور جب کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو وہ مجھے دو کپڑے دے گا۔

وہ اپنے دوست کے ارادہ سے چلا۔ وہ اس کے دروازے پر پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بلند جگہ پر ایک محل ہے۔ اس کے ارد گرد دروازے ہیں۔ اس نے ان سے کہا میرے لیے اس محل کے مالک سے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ خوش ہوگا۔ انہوں نے کہا جا اگر تو سچا ہے تو ایک کونے میں سو جا۔ جب تو صبح کرے گا تو اس سے مل لے گا۔ مومن چلا گیا اس نے نصف چادر اپنے نیچے اور نصف چادر اپنے اوپر کر لی۔ پھر سو گیا۔ جب صبح ہوئی اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس سے ملا۔ اس کا ساتھی نکلا۔ جب وہ سواری پر سوار تھا جب اس نے اس مسکین کو دیکھا تو پہچان لیا۔ وہ امیر آدمی ٹھہر گیا اسے سلام و مصافحہ کیا۔ پھر اس مومن مسکین سے پوچھا کیا تو نے اپنے مال سے وہ کچھ نہ لیا جو میں نے لیا تھا تیرا مال کہاں ہے؟ اس مومن مسکین نے کہا میں تیری زمین میں کام کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ تو ہر روز اتنا ٹکڑا روٹی کا دے گا اور جب یہ دو کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو دو نئے کپڑے دے گا۔ اس امیر نے کہا تو مجھ سے اس وقت کوئی بھلائی نہیں پائے گا یہاں تک کہ تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو نے اپنے مال کے ساتھ کیا کیا؟ اس مومن نے کہا میں نے وہ مال وفادار ساتھی کو دیا ہے۔ پوچھا کون ہے؟ جواب دیا اللہ جو میرا رب ہے۔ وہ اس وقت اس سے مصافحہ کر رہا تھا۔ تو اس نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر کہا اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ اسے وہاں چھوڑ دیا۔ جب مومن نے یہ دیکھا کہ وہ اس کی طرف مڑ کر دیکھتا بھی نہیں۔ تو واپس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ مومن دنیا کے مصائب میں زندگی بسر کرتا ہے اور کافر خوشحالی کی زندگی بسر کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ مومن کو جنت میں داخل کرے گا۔ تو مومن گزرے گا کہ اچانک وہ زمین، کھجوروں اور پھلوں کے پاس ہوگا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ وہ کہے گا کیا میرے عمل کی فضیلت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ ملے؟ پھر وہ گزرتا ہے تو وہ غلاموں کے پاس ہوتا ہے جن کی تعداد کا شمار تک نہیں ہوتا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس مقام تک پہنچے ہیں کہ مجھے اس قسم کا

marfat.com
Marfat.com

بدلہ دیا جائے۔ پھر وہ چلے گا تو اچانک وہ سرخ یاقوت کے قبہ تک پہنچے گا جو اندر سے خالی ہوگا جس میں حور عین ہوں گی۔ وہ پوچھے گا یہ کس کا گھر ہے؟ تو اس کہا جائے گا یہ تیرا ہے۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس درجہ تک پہنچے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ دیا گیا۔ پھر وہ اپنے کافر شریک کا ذکر کرے گا۔ وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ۔ جنت بلند ہے اور جہنم ایک گہرا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شریک کو جہنم کے وسط میں جہنمیوں کے درمیان دکھائے گا۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو اسے پہچان لے گا وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ یعنی جیسے اعمال میں نے کیے عمل کرنے والوں کو ایسے عمل کرنے چاہئیں مومن اپنے اوپر گزرے مصائب کا ذکر کرے گا تو موت سے بڑی مصیبت کا ذکر نہیں کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لَمَدِیْنُوْنَ کا معنی یہ کیا ہے کہ ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کا معنی ہے کیا تم مجھے اس کی طرف بلند کرتے ہو تا کہ میں اسے جہنم میں دیکھ سکوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ سے مراد جہنم کا درمیانی حصہ ہے۔(2)

امام طستی "مسائل" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے آپ سے سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وسط الجحیم پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

رَمَاهُمْ بِسَهْمٍ فَاسْتَوٰی فِیْ سَوَائِهَا وَکَانَ قُبُوْلًا لِلْهَوٰی وَالطَّوَارِقِ

"اس نے انہیں تیر مارا جو اس کے وسط میں جا لگا، وہ خواہشات اور خیالات کے قبول کرنے والی جگہ تھی"

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کا معنی ہے اس نے جھانکا، پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں نے قوم کے سرداروں کو اس میں ابلتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جنت میں ایک روشن دان ہے۔ جب کوئی جنتی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دشمن کو جہنم میں دیکھے تو اس روشن دان سے اس کی طرف جھانکتا ہے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کے معنی کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: اس نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اس ساتھی کی طرف اسے بلند کرے۔ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 72

marfat.com
Marfat.com

یعنی اس کے درمیان ہیں۔ اس نے لوگوں کے سرداروں کو دیکھا کہ جہنم میں آگ میں جوش مار رہے ہیں۔ فلاں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے اس دوست کی پہچان نہ کراتا تو وہ اسے نہ پہچانتا کیونکہ اس کی شکل وصورت ہی بدل گئی تھی۔ اسی واقعہ پر وہ کہے گا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کرتا ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ یعنی اگر میں تیری اطاعت کرتا تو میں ہلاک ہو جاتا اور کہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ کہا یہ جنتیوں کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں علم تھا کہ موت کے بعد ہر نعمت اس سے الگ کر دی جائے گی۔ اسی لیے مومن کہے گا اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ کہا گیا نہیں۔ انہوں نے کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ (المرسلات) اللہ تعالیٰ کا فرمان هَنِيْٓـًٔا اس کا معنی ہے تمہیں اس میں موت نہیں آئے گی۔ تو اس موقع پر وہ کہیں گے اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے ایک جنازہ دیکھا۔ آپ جلدی سے چلے یہاں تک کہ قبر کے پاس آئے۔ پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپ رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے مٹی تر ہوگئی۔ پھر کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

" بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت۔ ہم نے بنادیا ہے اسے آزمائش ظالموں کے لیے۔ یہ ایک درخت ہے جو اگتا ہے جہنم کی تہ میں۔ اس کی شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اس سے اور بھریں گے اس سے اپنے پیٹ۔ پھر انہیں زقوم کھانے کے بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا۔ پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جحیم کی طرف۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زقوم کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-72، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

درخت کا ذکر کیا تو ظالموں نے اس سے بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔ ابو جہل نے کہا تمہارا صاحب یہ گمان رکھتا ہے کہ یہ جہنم میں ایک درخت ہے جبکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم تو زقوم کے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ وہ کھجور اور مکھن ہوتا ہے۔ پس تم زقوم سے لطف اندوز ہو۔ جب انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ جہنم میں بھی ایک درخت ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ یعنی اسے آگ کی غذا دی جائے گی اور آگ سے ہی اسے پیدا کیا جائے گا۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل نے یہ کہا تھا کہ الزَّقُّوْمِ کھجور اور مکھن ہے میں زقوم کھاتا ہوں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ رؤس یعنی شیاطین کے بال ہیں جو آسمان تک بلند ہیں۔

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے "زوائد الزہد" میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ انسان زقوم کے درخت سے نہیں نوچے گا مگر وہ درخت اس سے اسی کی مثل نوچے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے محمد! (ﷺ) کسے ڈراتے ہو؟ فرمایا تجھے۔ کہا کس سے مجھے ڈراتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ (الدخان) جب ابو جہل تک وہ آیات پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئی تھیں تو اس نے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کے لیے مکھن اور کھجور منگوائیں اور اس سے لطف اندوز ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! محمد تمہیں اس چیز سے ڈراتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ۔ شوب کے بارے میں کہا اس دودھ کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو گویا اس کو اس کے ساتھ ملاتا ہے جو وہ کھاتے ہیں اس میں جہنم کی آمیزش ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر جہنم کے زقوم کا ایک قطرہ زمین پر نازل کیا جائے تو لوگوں پر ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَشَوْبًا کا معنی ہے ملاوٹ۔ (3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا کھولتا ہوا پانی اور پیپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 77

marfat.com
Marfat.com

ملادی جائے گی۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قعبان مِنْ لَبَنٍ شِيْبًا بِمَاءٍ فَعَادَا بِعْدُ أَبُوَالًا

''وہ مکارم دودھ سے نہیں اٹھے، اس میں تو پانی کی آمیزش ہے جو بعد میں پیشاب بن جائیگی''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے کھانے میں آمیزش ہوتی ہے اور اس میں حمیم ملایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سورج نصف النہار تک نہیں پہنچے گا۔ جنتی اور جہنمی آجائیں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟اِلَى الْجَحِيْمِ۔(1)

امام ابو عبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ثُمَّ اِنَّ مَقِيْلَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شوبا کا معنی آمیزش ہے۔ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟اِلَى الْجَحِيْمِ وہ آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان تھکاوٹ اور عذاب میں ہوں گے اور یہ آیت تلاوت کی: يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ (الرحمٰن) (2)

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

''انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ۔ پس وہ (بے سوچے سمجھے) ان کے پیچھے بھاگے جا رہے ہیں۔ اور بہک گئے تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ۔ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے۔ پس (اے مخاطب!) دیکھ کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا (مگر وہ نہ سنبھلے تھے) سوائے ان کے جو اللہ کے مخلص بندے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ کا معنی ہے انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔ يُهْرَعُوْنَ یعنی تیز جانے والے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَآلِّيْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔ ہرولہ کی ہیئت یعنی ان کے پیچھے وہ بہت تیز ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 79
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح اور دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے عذاب دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جنہیں اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔(1)

وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

"اور (فریاد کرتے ہوئے) پکارا ہمیں نوح نے پس ہم بہترین فریاد رس ہیں۔ اور ہم نے نجات دے دی انہیں اور ان کے گھرانے کو ایسی مصیبت سے جو بڑی زبردست تھی۔ اور ہم نے بنا دیا فقط ان کی نسل کو باقی رہنے والا۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ نوح پر سلام ہو تمام جہانوں میں۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنین کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ان کی جماعت میں سے ابراہیم (علیہ السلام) بھی تھے۔ جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں قلب سلیم کے ساتھ۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو۔ کیا جھوٹے گھڑے ہوئے خدا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ چاہتے ہو۔ پس تمہارا کیا خیال ہے سارے جہانوں کے پروردگار کے بارے میں۔ سو آپ نے ایک بار دیکھا ستاروں کی طرف۔ پھر کہا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ وہ لوگ انہیں پیچھے چھوڑ کر (میلہ دیکھنے) چلے گئے۔ پس آپ چپکے سے ان کے دیوتاؤں کی طرف گئے اور کہا کیا تم (یہ مٹھائیاں) نہیں کھاؤ گے؟ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم بولتے بھی نہیں؟ پھر پوری قوت سے ضرب لگائی ان پر داہنے ہاتھ سے۔ (رنگ رلیاں منانے کے بعد) آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم پوجتے ہو انہیں جنہیں تم خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ انہوں نے (فیصلہ کن انداز میں) کہا بناؤ اس کے لیے وسیع آتش کدہ پھر پھینک دو اسے اس بھڑکتی آگ میں۔ انہوں نے تو چاہا کہ آپ کے ساتھ مکر کریں لیکن ہم نے انہیں ذلیل کردیا۔ اور آپ نے کہا میں جارہا ہوں اپنے رب کی طرف، وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ (دعا مانگی) میرے رب! عطا فرمادے مجھے ایک نیک بچہ۔ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم فرزند کا۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جواب دیا۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب میرے گھر میں نماز پڑھی تو اس آیت کو پڑھا وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ تو فرمایا اے ہمارے رب! نوح نے سچ فرمایا جس کو بلایا جاتا ہے تو ان سے زیادہ قریب ہے جو عطا کرتے ہیں ان سب سے تو قریب ہے۔ بلانے والا کتنا اچھا ہے، عطا کرنے والا کتنا اچھا ہے، جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ کتنا اچھا ہے آقا کتنا اچھا ہے، کہ تو ہمارا آقا ہے تو ہمارا رب ہے اور تو بہترین مددگار ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ طوفان میں غرق ہونے سے نجات دی۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّتَهٗ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اب تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ان کی اچھی تعریف باقی رکھی ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اب صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد باقی ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کا مطلب ہے ان کو اچھے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 81 4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

جندب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سام عربوں کا باپ ہے، حام حبشیوں کا باپ ہے اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہم اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے: سام، حام اور یافث، سام کی اولاد میں عرب، فارسی اور رومی ہیں جبکہ بھلائی انہیں میں ہیں۔ یافث کی اولاد میں یاجوج ماجوج، ترک اور صقالبہ ہیں۔ ان میں کوئی بھلائی نہیں۔ حام کی اولاد میں قبطی، بربر اور سوڈانی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام یہ عربوں کے جداعلیٰ ہیں۔ حام یہ حبشیوں کے جداعلیٰ ہیں اور یافث رومیوں کے جداعلیٰ ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے غسل کیا تو اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے فرمایا تو مجھے دیکھ رہا تھا جبکہ میں غسل کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ تیرے رنگ کو جلادے تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا وہ حبشیوں کا جداعلیٰ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام انبیاء کے لیے بعد میں تعریف و ثناء چھوڑی۔(3)

عبد بن حمید نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان پر سلام پڑھا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے بعد میں آپ کے لیے اچھی تعریف چھوڑی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی اولاد میں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم بھی حضرت نوح علیہ السلام کے واضح راستہ اور طریقہ پر ہیں۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ قلب سلیم والے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ اللہ نے انہیں شرک سے محفوظ دل عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب تم اس سے ملاقات کرو گے جبکہ تم نے کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔(5)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12، صفحہ 77 (3230)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 596 (4008)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 83-82 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک طلوع ہونے والا ستارہ دیکھا۔ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ (1) گویا میرے ہاتھ ستاروں میں ہیں کہا یہ عرب کی کلام میں سے ہے جو اللہ عزدینہ فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ عربوں کے کلام میں سے ہے۔ جب ایک آدمی غور وفکر کرتا ہے اور ستاروں میں نظر وفکر کرتا ہے تو اس وقت یہ جملہ بولتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے آسمان میں دیکھا، فرمایا میں مطعون (طاعون زدہ) ہوں۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مریض نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مطعون نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مطعون نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَقِيْمٌ کا معنیٰ طعین (طاعون زدہ) طاعون کے مریض سے دور بھاگتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ان کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ کل ہماری عید ہے، تم بھی ساتھ چلنا۔ آپ نے ایک ستارے کی طرف دیکھا، فرمایا یہ ستارہ کبھی طلوع نہیں ہوتا مگر اسی وقت جب میں مریض ہوتا ہوں تو وہ واپس چلے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ واپس چلے گئے۔ فَرَاغَ یعنی متوجہ ہوئے۔ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ان سے بولنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ آپ ان بتوں کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں توڑ دیا۔ يَزِفُّوْنَ یعنی دوڑتے ہوئے۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ کہا تم بتوں کی عبادت کرتے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور جو تم کام کرتے ہو انہیں پیدا فرماتا ہے۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہ دی یہاں تک کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ یعنی اپنے عمل، دل اور نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہوں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اپنی عید کی طرف نکلی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ کیا۔ آپ پہلو کے بل لیٹ گئے۔ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ جب وہ چلے گئے تو آپ ان کے معبودوں کی طرف آئے اور انہیں توڑ دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 84، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 90-85

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنیٰ ہے دوڑتے ہوئے آئے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنی کھسکتے ہوئے آئے۔ زفیف کا معنی کھسکنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے یَزِفُّوْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ دوڑتے ہوئے آئے۔

امام بخاری نے ''خلق افعال العباد'' میں، امام حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر بنانے والے اور اس کی صنعت کو بنانے والا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت تلاوت کی: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک کمرہ بنایا۔ اس کے لیے لکڑیاں اکٹھی کیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ کہتی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی تو میں حضرت ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ جب انہوں نے آپ کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں، آگ اتنی زیادہ تھی اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے اڑتا ہوا گزرتا تو اس کے شعلوں کی شدت سے وہ جھلس جاتا۔ انہوں نے حضرت ابراہیم کو اس میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آپ کو اس عمارت کے سرے تک بلند کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آسمان، پہاڑوں اور فرشتوں نے عرض کی اے اللہ! ابراہیم تیری محبت میں جلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں پکارے تو اس کی مدد کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو یوں دعا کی اے اللہ! تو آسمان میں یکتا ہے اور میں زمین میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی بیٹا نہیں جو میرے سوا تیری عبادت کرے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ وہ کتنا بہترین کارساز ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ندا فرمائی يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ (الانبیاء)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ذَاهِبٌ کا معنیٰ ہے میں ہجرت کرنے والا ہوں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میرے رب مجھے صالح بچہ عطا فرما۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ کا معنی ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ کو حضرت اسحاق کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے حلم کے ساتھ کسی اور کی تعریف نہیں کی مگر حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 89، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 88
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1 صفحہ 85 (86-85)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں غلام حلیم سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بعد میں حضرت اسحاق کے نبی ہونے کی بشارت دی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ منیٰ میں تھے۔ کعب نے کہا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ بیت المقدس میں تھے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے عبید بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اور جب وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ کر سکے۔ آپ نے فرمایا اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتا تیری کیا رائے ہے؟ عرض کیا میرے پدر بزرگوار! کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! (بس ہاتھ روک لو) بیشک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو۔ بیشک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے بچا لیا اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر آنے والوں میں۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السَّعْیَ سے مراد عمل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب حضرت اسماعیل نے اپنے باپ کی معیت میں کام کرلیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے ساتھ چلے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ چلے تو انہوں نے اپنے دل میں غم چھپایا۔ عبداللہ کی قرأت میں ہے قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ جوان ہوا یہاں تک کہ کام کرنے کے قابل ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں شروع ہوگئے۔ جب دونوں نے اس بات کو تسلیم کرلیا جس کا دونوں کو حکم دیا گیا تھا تو حضرت اسماعیل نے عرض کی میرا چہرہ زمین کی طرف کردو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ نے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے لیے اپنا ہاتھ داخل کیا تو یہ ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا اور اپنا سر اوپر اٹھایا آپ نے دیکھا کہ ایک مینڈھا نیچے آپ کی طرف آرہا ہے یہاں تک کہ آپ کے سامنے آگرا۔ تو آپ نے اسے ذبح کردیا۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے باپ سے کہا جب آپ مجھے ذبح کریں تو دور ہٹ جانا ایسا نہ ہو کہ میں پھڑکوں اور خون آپ پر پڑے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو باندھ لیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پکڑی اور ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کے پیچھے ندا کی گئی یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کو جمرہ عقبہ پر لے گئے۔ شیطان آپ کے سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ جمرہ قصویٰ کے پاس آپ کے پاس آیا۔ شیطان پھر سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسحاق نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا جان! مجھے باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں، کہیں میرا خون اس وقت آپ پر نہ پڑے جب آپ مجھے ذبح کریں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں باندھ لیا۔ جب چھری پکڑی، ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کو پیچھے سے ندا کی گئی اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 92 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95-94-92

4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 74-573 (5584)، دار الفکر بیروت 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 369 (حاشیہ)، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۝ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے راستہ اور طریقہ پر تھے۔ بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ جب وہ بالغ ہوئے یہاں تک کہ کام کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں مصروف ہوئے۔ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا یعنی انہیں جو حکم دیا گیا تھا اس کو تسلیم کرلیا وَتَلَّهٗ تو اس کا چہرہ زمین پر رکھا، عرض کی آپ مجھے ذبح نہ کرسکیں گے جبکہ آپ مجھے دیکھ رہے ہوں گے۔ ممکن ہے آپ کو مجھ پر رحم آجائے اور آپ مجھے ذبح نہ کرسکیں۔ اگر میں گھبراؤں گا تو پیچھے ہو جاؤں گا اور آپ سے بچنے کی کوشش کروں گا لیکن میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ باندھ دیں پھر میرا چہرہ زمین کی طرف کردیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کرنے کے لیے ہاتھ داخل کیا۔ ابھی چھری نہیں پہنچی تھی کہ آپ کو ندا کی گئی یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے یہی مقصود ہے بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد بڑا مینڈھا ہے جس کی قربانی قبول ہوگی۔ حضرت ابن عباس نے یہ گمان کیا کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر اس آیت اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ کی تلاوت کی۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ جب وہ خواب میں کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اسے بجالاتے ہیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو سعی کی جگہ شیطان آپ کے سامنے آگیا۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مقابلہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر غالب رہے۔ پھر حضرت جبرئیل آپ کو لے کر جمرہ عقبہ کے پاس گئے تو شیطان پھر آپ کے سامنے آگیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ چلا گیا۔ پھر درمیانی جمرہ کے پاس آکر سامنے آگیا تو شیطان کو سات کنکریاں ماریں۔ ثم تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جسم پر سفید قمیص تھی۔ حضرت اسماعیل نے عرض کی اے ابان جان! میرا اور کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دیں اس قمیص کو اتار دیں تاکہ اس میں تو مجھے کفن دیں تو آپ ان کی قمیص کو اتارنے لگے۔ تو پیچھے سے آپ کو ندا کی گئی یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔ حضرت ابراہیم مڑے تو وہاں ایک سفید رنگ کا بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا مینڈھا موجود تھا تو آپ نے اسے ذبح کردیا۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 3612 (468)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس کی قربانی دی گئی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے گمان کیا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم، مجاہد اور یوسف بن ماہک رحمہم اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران اور ابوطفیل رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میتب اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے امام شعبی، مجاہد، حسن، یوسف بن مہران اور محمد بن کعب قرظی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں مینڈھے کو ذبح کیا تھا۔(5)

امام ابن جریر، آمدی نے "مغازی" میں، خلعی نے "فوائد" میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سعید صنابحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت امیر معاویہ کی مجلس میں محصور تھے۔ لوگوں نے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کا ذکر کیا کہ ان میں سے کون ذبیح ہے؟ حضرت معاویہ نے کہا تم باخبر کے پاس پہنچے ہو، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک بدو آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے پیچھے گھاس کو خشک اور پانی کو ترش چھوڑ کر آیا ہوں۔ گھر والے ہلاک ہو گئے اور مویشی ضائع ہو گئے۔ اے دو ذبیح کے بیٹے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر جو احسان کیا ہے مجھ پر اس میں سے کرم کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور اس کی بات کا انکار نہیں کیا۔ لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین دو ذبیح کون ہیں؟ کہا جب حضرت عبد المطلب نے بیئر زمزم کو کھدوایا تو انہوں نے نذر مانی تھی۔ اگر اس کا کھودنا آسان ہوا تو وہ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرے گا۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹوں میں قرعہ اندازی کی۔ آپ کے دس بیٹے تھے تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ حضرت عبد المطلب نے اسے ذبح کرنے ارادہ کیا تو بنومخزوم نے میں سے جو آپ کے پاس تھے تو انہوں نے حضرت عبد المطلب کو اس کام سے منع کیا اور کہا اپنے رب کو راضی کرو اور اپنے بیٹے کا فدیہ دو۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 05-604 (4037)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 604 (4034)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 99

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹنیوں کا فدیہ دیا۔ اس اعتبار سے وہ ذبیح ہیں جبکہ دوسرے ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ان کے دو بیٹوں میں سے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ وہ حضرت اسماعیل تھے۔ ہم اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مذبوح کے قصہ سے فارغ ہوتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ۔ ارشاد فرمایا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝ (ھود:) حضرت اسحاق کو بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی۔ وہ حضرت اسحاق کے ذبح کا حکم نہیں دیتا۔ اس میں وہ وعدہ کے ساتھ موعود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو صرف اسماعیل کے ذبح کا حکم دیا ہے۔(2)

امام حاکم نے ایسی سند سے جس میں واقدی ہے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خوات بن جبیر سے ذبیح اللہ کے متعلق سوال کیا تو کہا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنے مکان پر دیکھا کہ آپ حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ براق پر سوار ہوئے اور حضرت اسماعیل کے پاس پہنچے تو حضرت اسماعیل کو ان کی ماں کے پاس پایا۔ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور جو حکم دیا گیا تھا اس کو بجالانے کے لیے چل پڑے۔ شیطان آپ کے پاس ایک ایسے آدمی کی صورت میں آیا جسے آپ پہچانتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے حلق کی دونوں جانب سے ذبح کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تو وہ تابنے میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے چھری کو دو یا تین دفع پتھر سے تیز کیا لیکن وہ نہیں کاٹتی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کہا یہ تو اللہ کی جانب سے ہے، اپنا سر اوپر اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنگلی بکرا سامنے کھڑا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے بیٹے! اٹھو تیرا فدیہ نازل ہو چکا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے اس بکرے کو منیٰ میں ذبح کر دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے، حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(4)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد اور حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے فرزدق شاعر کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جس کے ذبح کا حکم دیا گیا وہ حضرت اسماعیل ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی کی طرف پیغام بھیجا جو یہودی تھا۔ وہ اسلام لایا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ وہ یہودیوں کے علماء میں سے تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا حضرت ابراہیم کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا؟ اس نے جواب دیا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! حضرت اسماعیل کو۔ یہودی اسے خوب جانتے ہیں لیکن عربوں سے حسد کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 101 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 06-605 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 206 (4040)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 100
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 101

marfat.com
Marfat.com

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت داؤد نے کہا اے میرے رب! میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، مجھے ان میں سے چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے میری وجہ سے صبر کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی (1) جبکہ حضرت یعقوب سے حضرت یوسف علیہ السلام غائب ہوئے تھے۔ ایسی مصیبت تو تجھے نہیں پہنچی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں یارب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، وہ یہ بات کس لیے کرتے ہیں؟ فرمایا ابراہیم نے میرے مقابل کسی چیز کو قرار نہیں دیا۔ تمام چیزوں پر مجھے منتخب کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی تو وہ دوسری چیزوں کو بدرجہ اولیٰ سخاوت کرے گا۔ جہاں تک حضرت یعقوب کا تعلق ہے میں نے اسے جس آزمائش میں بھی ڈالا تو میرے بارے میں اس کے حسن ظن میں اضافہ ہو گیا۔ (2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت داؤد نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال کیا۔ عرض کی مجھے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام جیسا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ میں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔

دار قطنی نے ''زوائد'' میں اور دیلمی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔ میں نے اسحاق کو ذبح کی صورت میں آزمایا تو انہوں نے صبر کیا۔ میں نے یعقوب کو آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔ (3)

امام ابن مردویہ نے حضرت بہار سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ حضور ﷺ کے صحابی تھے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہیں۔

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسماء بن خارجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں فخر کیا کہا میں عظیم لوگوں کا چشم و چراغ ہوں۔ (4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے سب سے معزز کون ہے؟ فرمایا یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں کا اختیار دیا کہ وہ میری نصف امت کو بخش دے یا مجھے شفاعت کا اختیار دے۔ تو میں نے شفاعت کو ترجیح دی۔ مجھے امید ہے کہ شفاعت میری تمام امت کو جامع ہوگی۔ اگر عبد صالح نے مجھ سے سبقت نہ لی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 606 (4041)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 205 (10008)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 249 (3173)، مکہ مکرمہ
4۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 371 (13769)، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 372 (13772)

marfat.com
Marfat.com

ہوتی تو میں اپنی دعا میں جلدی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اسحاق سے ذبح کی مصیبت کو دور کر دیا۔ تو اسے کہا گیا اے ابو اسحاق! تو سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔ کہا اللہ کی قسم! خبردار شیطان کے کچھ کرنے سے پہلے اس میں جلدی نہ کرنا۔ اے اللہ! جو اس حال میں مرے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اس نے اچھا عمل کیا، اس کے گناہ کو بخش دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میں تجھے حضرت اسحاق کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے اس موقع پر حضرت ابراہیم کے خاندان کو آزمائش میں نہ ڈالا۔ تو میں حضرت ابراہیم کی اولاد کو کبھی بھی آزائش میں نہ ڈال سکوں گا۔ شیطان نے ایک ایسے آدمی کی صورت اپنائی جسے وہ لوگ پہچانتے تھے۔ وہ آیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم حضرت اسحاق کو لے کر باہر نکل گئے تھے تاکہ اسے ذبح کریں۔ وہ حضرت سارہ پر داخل ہوا پوچھا حضرت ابراہیم صبح صبح حضرت اسحاق کو لے کر کہاں گئے ہیں؟ سارہ نے جواب دیا وہ کسی کام کے لیے گئے ہیں۔ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! سارہ نے کہا وہ کیوں گئے ہیں؟ شیطان نے کہا ذبح کرنے کے لیے۔ حضرت سارہ نے کہا انہیں زیبا نہیں ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم! حضرت سارہ نے پوچھا وہ کیوں اسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے۔ تو حضرت سارہ نے کہا اس نے اپنے رب کی اطاعت کر کے بہت اچھا کیا۔ اگر اس کے رب نے اسے یہ حکم دیا ہے۔

شیطان وہاں سے نکلا۔ حضرت اسحاق کو ملا جبکہ وہ اپنے باپ کے پیچھے چل رہے تھے۔ پوچھا تیرا باپ تجھے صبح صبح کہاں لے جا رہا ہے؟ جواب دیا کسی کام کے لیے۔ شیطان نے کہا نہیں اللہ کی قسم! بلکہ وہ اس لیے جا رہا ہے تاکہ تجھے ذبح کرے۔ حضرت اسحاق نے کہا میرے باپ کو زیبا نہیں کہ وہ مجھے ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت اسحاق نے کہا وہ مجھے کیوں ذبح کرنا چاہتے ہیں؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے۔ حضرت اسحاق نے کہا اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے تو وہ ضرور اس کی اطاعت کرے گا۔

شیطان نے حضرت اسحاق کو چھوڑا اور حضرت ابراہیم کی طرف جلدی سے بڑھا۔ پوچھا آج صبح ہی تم اپنے بیٹے کو کہاں لیے جا رہے ہو؟ جواب دیا اپنے ایک کام کے لیے کہا اللہ کی قسم! نہیں تم اسے اس لیے لے جا رہے ہو تاکہ تم اسے ذبح کرو۔ فرمایا میں اسے کیوں ذبح کروں گا؟ شیطان نے کہا تمہارا خیال ہے تیرے رب نے تجھے اس کا حکم دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے تو میں ایسا ضرور کروں گا۔ تو شیطان نے حضرت ابراہیم کو چھوڑ دیا اور اس بات سے مایوس ہو گیا کہ اس کی بات مانی جائے گی۔ جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسحاق (1) کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا اور

1۔ حضرت مفسر کا اسلوب یہ ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے متعلقہ جو روایات بھی موجود ہوتی ہیں انہیں یکجا کر دیتے ہیں تاکہ قاری ایک ہی جگہ سے تمام مواد حاصل کر سکے یہاں بھی ذبیح اللہ کے بارے میں بحث کی تو دونوں کے متعلق جو روایات تھیں انہیں جمع کر دیا جب کہ راجح یہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com
Marfat.com

حضرت اسحاق نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا اور ذبح عظیم سے اس کا فدیہ دیا۔ کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تجھے بچالیا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی میں نے تجھے ایک دعا عطا فرمائی ہے جو میں تیری ضرور قبول کروں گا۔ عرض کی میں تیری بارگاہ میں التجا کروں گا کہ تو میری عرضداشت قبول کرے۔ جو بندہ اولین و آخرین میں سے تجھے اس حال میں ملے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل کر دینا۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔(2)

امام عبدالرزاق اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔(3)

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے ''تاریخ'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔(4)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔(5)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ تو آپ اسے اپنے گھر سے منیٰ میں قربان گاہ تک ایک ماہ کی مسافت پر ایک دن میں گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے ذبح کے معاملہ کو دور کر دیا اور مینڈھے کے ذبح کا حکم دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ پھر آپ واپس آئے۔ دونوں اپنے گھر ایک ماہ کی مسافت سے ایک رات میں پہنچ گئے۔ آپ کے لیے وادیاں اور پہاڑ لپیٹ دیے گئے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔(7)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نوح بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو ایسی

(بقیہ پچھلا صفحہ) ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے کیونکہ انہیں کے ساتھ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے وادی مکہ میں چھوڑا تھا اس ذبح کے متعلق جو بھی واقعات ہوئے اور جنہیں یادگار کے طور پر باقی رکھا گیا وہ مکہ مکرمہ کے قرب وجوار میں ہیں اس لئے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔(مترجم)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 98-97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 97 (2532)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4046)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً (4048)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

marfat.com
Marfat.com

گفتگو کرتے ہوئے سنا جس سے بہتر گفتگو میں نے نہیں سنی۔ میں نے انہیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بچے سے اس وقت فرمایا جب اس پر خواب کا واقعہ ذکر کیا، بیٹے تم کیا رائے دیتے ہو؟ مقصود اس بات سے یہ تھا کہ وہ اس معاملہ کو سپرد کرے، صبر، تسلیم اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا ذکر کرے۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالنے کی خواہش چھپائے ہوئے تھے۔ تو بیٹے نے کہا یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ امام شافعی نے کہا معاملہ کو سپرد کرنا صبر ہے، سر تسلیم خم کرنا یہ بھی صبر ہے۔ اطاعت صبر کا جوہر ہے۔ ذبیح نے اس کے لیے ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مختصر کلام سے چاہا تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہلو کے بل لٹایا اور چھری رکھی۔ حضرت جبرئیل نے چھری کو الٹا دیا۔ ذبیح نے عرض کی اے ابا جان! مجھے باندھ لو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے خون کے چھینٹے آپ تک نہ پہنچیں۔ پھر کہا اے ابا جان! مجھے کھول دیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ فرشتے میرے خلاف یہ گواہی نہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھبرا گیا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا۔ انہیں کہا گیا اپنی نذر پوری کرو جو تم نے مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو تمہیں بچہ عطا کیا ہے اب اسے ذبح کرو آپ نے فرمایا اے اسحاق! چلو۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی۔ آپ نے چھری اور رسی لی پھر انہیں لے کر چلے۔ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو بچے نے کہا اے ابا جان آپ کی قربان گاہ کہاں ہے؟ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ حضرت اسحاق نے آپ سے کہا اے ابا جان! میرے اعضاء باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں۔ اپنے کپڑے مجھ سے سمیٹ لیں تاکہ میرے خون کا کوئی چھینٹا آپ پر نہ جا پڑے کہ حضرت سارہ آپ کو دیکھے اور وہ غمگین ہو۔ چھری کو میرے حلق پر جلدی چلانا تاکہ میرے لیے آسان ہو جائے۔ جب آپ حضرت سارہ کے پاس جائیں تو میری جانب سے انہیں سلام کہنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دل کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ رو رہا تھا اور حضرت اسحاق بھی رو رہے تھے۔ پھر آپ نے چھری آپ کے حلق پر چلا دی۔ تو اس نے آپ کا گلا نہ کاٹا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کے حلق پر تانبے کی ایک تہ بنا دی۔ جب یہ دیکھا تو چھری کو آپ کی پیشانی پر مارا اور آپ کی گدی کو کاٹا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا کا یہی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی تو حضرت ابراہیم کو ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے اسحاق کے بارے میں خواب کو سچ کر دکھایا۔ آپ متوجہ ہوئے تو وہ ایک مینڈھا تھا۔ آپ نے اس مینڈھے کو پکڑ لیا اور اپنے بیٹے سے نیچے اتر آئے، اسے بوسہ دیا اور کہنے لگے اے بیٹے! آج تو مجھے عطا ہوا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93-29، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

السلام کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کہا اے بیٹے! چھری پکڑو۔ شیطان نے کہا یہ وہ وقت ہے جس وقت میں، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا کام لے سکتا ہوں۔ وہ ایک دوست کے روپ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ آپ سے کہا اے ابراہیم! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! تو اپنے خواب کی وجہ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے جا رہا ہے۔ خواب کچھ غلط اور کچھ صحیح ہوتے ہیں۔ اس خواب میں یہ تو نہیں تھا کہ تو حضرت اسحاق کو ساتھ لے جا رہا ہے۔ جب شیطان نے یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم سے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا تو وہ حضرت اسحاق سے ملا کہا اے اسحاق! کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا حضرت ابراہیم کا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم تو تجھے اس لیے لے جا رہا ہے تا کہ تجھے ذبح کرے۔ اسحاق نے کہا کیا وجہ ہے کہ وہ ذبح کرنا چاہتا ہے، کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت اسحاق نے کہا اگر وہ مجھے اللہ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے تو میں صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت اسحاق سے بھی اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ حضرت سارہ کے پاس آیا۔ پوچھا حضرت اسحاق کہاں گئے ہیں؟ حضرت سارہ نے کہا وہ اپنے کام سے حضرت ابراہیم کے ساتھ گئے ہیں۔ تو شیطان نے کہا حضرت ابراہیم اسے اس لیے لے گئے ہیں تا کہ اسے ذبح کریں۔ حضرت سارہ نے کہا کیا تو نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت سارہ نے کہا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں تو حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ ان دونوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ جمرہ کے پاس آیا۔ تو وہ اتنا پھول گیا کہ اس نے وادی کو بھر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارنے کے بعد وہ اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ گیا یہاں تک کہ دوسرے جمرے کے پاس پہنچا۔ وہاں پھول گیا یہاں تک کہ وادی کو بھر دیا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ آگے چلا گیا یہاں تک کہ تیسرے جمرہ کے پاس آیا۔ پھول گیا یہاں تک حضرت ابراہیم پر وادی کو بند کر دیا۔ فرشتے نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے راستہ کھول دیا یہاں تک کہ قربان گاہ تک پہنچے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ترویہ اور عرفہ کا نام رکھا گیا کیونکہ حضرت ابراہیم پر رات کو نیند میں وحی آئی کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے؟ تو صبح روزہ رکھا جب عرفہ کی رات ہوئی تو وحی آئی تو پہچان گئے کہ یہ خواب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کا نام عرفہ ہو گیا۔(1)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 466 (4079)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّآ اَسْلَمَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اس نے اپنی ذات اللہ کے سپرد کر دی اور جب اس نے اپنا بیٹا اللہ کے سپرد کر دیا۔ وَتَلَّهٗ یعنی منہ کے بل گرایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب دونوں ایک امر پر متفق ہو گئے اور حضرت ابراہیم نے بیٹے کو منہ کے بل گرا لیا۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے بیٹے کو منہ کے بل گرایا۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے گرایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے تو بیٹے نے کہا اے میرے ابا جان! میری پیشانی کے بال پکڑو۔ میرے دونوں کندھوں کے درمیان بیٹھو تا کہ جب مجھے چھری کی گرمی پہنچے تو میں آپ کو اذیت نہ دوں۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا۔ چھری الٹی ہو گئی تو بیٹے نے پوچھا اے ابا جان! کیا بات ہے؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری الٹی ہو گئی ہے۔ تو بیٹے نے کہا اسے نیزے کی طرح مارو۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا تو چھری دوہری ہو گئی۔ پوچھا اے ابا جان! کیا ہوا؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری دوہری ہو گئی ہے تو حضرت ابراہیم صداقت کو پہچان گئے اللہ تعالیٰ نے ذبح عظیم کے ساتھ اس کا فدیہ دیا اور وہ حضرت اسحاق تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سجدہ کی حالت میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اپنے بیٹے کے حلق پر رکھی تو چھری الٹی ہو گئی اور حلق تانبا بن گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ حضرت سارہ کو مسجد خیف میں چھوڑا اور حضرت اسحاق کو ساتھ لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے جہاں ذبح کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنے بیٹے حضرت اسحاق کا ہاتھ پکڑا اور اسے الگ لے گئے۔ فرمایا اے بیٹے! اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی حضرت اسحاق نے کہا اے ابا جان! میرے رب نے تجھے حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے اسحاق! ہاں۔ حضرت اسحاق نے کہا افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ٝ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ جب دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے منہ کے بل لٹا دیا تو حضرت اسحاق نے حضرت ابراہیم سے کہا اے ابا جان! مجھے باندھ لو تا کہ میرے خون کے چھینٹے اڑ کر تجھ پر نہ پڑیں۔ تو یوں ندا کی گئی یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا تو ثبیر پہاڑ سے ایک مینڈھا اترا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ وہ چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا۔ جب حضرت اسحاق کو رستگاری ملی تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی، اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کی اور اس کی حمد وثنا کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی کہ دعا کرو کیونکہ تیری دعا قبول ہوگی۔ تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 95-94، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

marfat.com
Marfat.com

یہ دعا کی اے اللہ! جو دنیا سے اس حال میں جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل فرما۔

امام ابن حاضر رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں کونسا بچہ ذبح کروں؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی کی کہ ان میں جو تجھے زیادہ محبوب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب۔ مجھے ان میں چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان جیسی آزمائش تجھے نہیں پہنچی۔ حضرت ابراہیم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ ہمیشہ مجھے ترجیح دی۔ میں نے اسے جو بھی حکم دیا اس نے پورا کیا حضرت اسحاق علیہ السلام نے میرے لیے اپنی جان قربان کی اور حضرت یعقوب کے پسندیدہ بیٹے کو لیا اور میں نے طویل زمانہ تک اس سے غائب رکھا پھر بھی وہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہوا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو لے کر نکلے۔ شیطان نے ان کے لیے انسان کی صورت اختیار کی۔ شیطان نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تجھے اس سے کیا غرض۔ میں اپنے کام سے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرا ارادہ ہے کہ تو اپنے بیٹے کو لے جائے اور اسے ذبح کرے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں اپنے رب کا حکم مانوں۔ پھر شیطان ان کے بیٹے کے پاس گیا جوان کے پیچھے چل رہا تھا۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں اپنے باپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرے باپ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجھے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابراہیم نے جواب دیا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم چلتے گئے یہاں تک کہ جب وہ پہاڑ کے پاس تھے تو آپ نے اپنے بیٹے سے کہا یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ تو بیٹے نے کہا مجھے باندھ دو تا کہ میرے خون کے چھینٹے تجھ پر نہ پڑیں۔ حضرت ابراہیم چھری لینے کے لیے اٹھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے پر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے اور ذبح کرنے کی جگہ تک تانبا بنا دیا جس میں چھری نہیں چلتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑے تو وہ ایک مینڈھے کے پاس تھے۔ حضرت ابراہیم نے اسے کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرا فدیہ دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے وہ مینڈھا ذبح کیا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے آج تجھے صبر عطا کیا ہے جو چاہو سوال کرو۔ تجھے عطا کیا جائے گا۔ تو بیٹے نے یہ دعا کی میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اسے جو بھی بندۂ مومن ملے جو اس بات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کی گواہی دیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور جنت میں داخل کر دے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد سفید مینڈھا، بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا تھا جسے ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں سمرہ کے درخت سے باندھا گیا تھا۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ سے مراد مینڈھا ہے جو جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مینڈھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کے لیے بطور فدیہ دیا گیا وہ جمرہ وسطیٰ کی بائیں جانب سے ان خیموں کی جگہ سے اترا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چٹان جو منیٰ میں ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں ہے۔ اس چٹان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ جانور ذبح کیا جوان کے بیٹے حضرت اسحاق کے فدیہ کے طور پر آیا تھا۔ وہ ثبیرہ پہاڑ سے اترا تھا۔ وہ موٹی آنکھوں اور سینگوں والا مینڈھا تھا۔ وہ ممیار ہا تھا۔ یہی وہ مینڈھا تھا جسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے قربانی دیا تھا تو ان سے قبول ہوا۔ وہ جنت میں تھا یہاں تک کہ حضرت اسحاق کے لیے فدیہ دیا گیا۔(2)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بنوسلیم کی ایک عورت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ کی طرف پیغام بھیجا تو میں نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مقصد کے لیے بلایا تھا؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں بیت اللہ میں داخل ہوا تو میں نے مینڈھے کے دو سینگھ دیکھے تھے۔ میں بھول گیا کہ تجھے حکم دوں کہ ان پر پردہ ڈال دے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈھانپ دیا کیونکہ بیت اللہ شریف میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازیوں کے لیے خلل کا باعث ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دو مینڈھے سرمگیں رنگ والے، سینگوں والے اور بڑی آنکھوں والے فدیہ دیے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ کا معنی قبول کیا گیا مینڈھا کیا ہے۔(4)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قریش کے ایک آدمی کے ساتھ قربان گاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ قریشی نے مجھے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مینڈھا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اترا تھا وہ اس جگہ اترا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت سے مینڈھا آیا تھا وہ جنت میں اس سے قبل چالیس سال تک چرتا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بھیجا تو انہوں نے مینڈھے کا پیچھا کیا تو اسے جمرہ اولیٰ کی طرف نکال دیا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں تو وہاں سے وہ مینڈھا پیچھے ہٹ گیا۔ پھر وہ درمیانی جمرہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-102، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4048)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 68، دار صادر بیروت　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-103

marfat.com

Marfat.com

آیا، اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر ان کنکریوں نے جمرہ کبری سے پیچھے موڑا۔ اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے پکڑ لیا پھر اسے منی میں منحر کے پاس لے آیا اور ذبح کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کے مینڈھے کا نام جریر تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو قربان کروں گا حضرت ابن عباس نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: 21) پھر یہ آیت تلاوت کی وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ حضرت ابن عباس نے انہیں مینڈھے کا حکم دیا اور اس نے وہ ذبح کیا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو وہ ایک مینڈھا ذبح کرے پھر یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کا فدیہ دیا تو جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے، کہا اے اسحاق! اولین و آخرین میں سے کسی نے ایسا صبر نہیں کیا جو اس بات کی گواہی دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسے بخش دے (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میرا بھائی اسحاق دعا میں مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔(4)

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿١١٥﴾ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾ وَ هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١١٨﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٢﴾

"اور ہم نے بشارت دی آپ کو اسحاق کی (کہ) وہ نبی ہوگا (زمرۂ) صالحین میں سے۔ اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحاق پر۔ اور ان کی نسل میں کوئی نیک ہوگا اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا۔ ہم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 341 (6972)، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، (6973)

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 424 (5302)، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

احسان فرمایا موسیٰ و ہارون (علیہما السلام) پر۔ اور ہم نے بچالیا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم و اندوہ سے۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی پس ہو گئے وہی غلبہ پانے والے۔ اور ہم نے بخشی ان دونوں کو ایسی کتاب جو نہایت واضح ہے۔ اور ہم نے ہدایت دی انہیں سیدھے راستہ کی۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبح کے عوض فدیہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی ہونے کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی تو اس وقت انہیں نبوت کی بشارت نہ ہوئی تھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ یعنی انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ حضرت ابراہیم کو دو دفعہ ان کی نبوت کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی اور جب انہیں نبوت کا فریضہ سونپا گیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسیّب رحمہ اللہ سے کہا کہ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد حضرت اسحاق ہیں؟ فرمایا اللہ کی پناہ بلکہ وہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم کے صبر کی وجہ سے آپ کو حضرت اسحاق عطا کیے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کے بعد انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا۔ مُحْسِنٌ سے مراد مومن اور ظَالِمٌ سے مراد کافر ہے۔ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ یعنی قوم فرعون کے عذاب سے الْكِتٰبَ سے مراد تورات ہے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد اسلام ہے وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والے لوگوں میں ان کے لیے اچھی تعریف کو باقی رکھا۔(3)

وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 607 (4044)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 08-105

marfat.com
Marfat.com

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

"اور بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں۔ (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑے ہوئے ہو احسن الخالقین کو۔ (یعنی) اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا، پس یقیناً انہیں (پکڑ کر) حاضر کیا جائے گا۔ بجز اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو الیاس پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔"

ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ کہا اس کا نام بعلبک اس لیے پڑا کیونکہ وہ بعل کی عبادت کرتے تھے ان کی جگہ بدء تھی تو اس کا نام بعلبک پڑ گیا۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَ اِنَّ اِلْيَاسَ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بعلبک کی طرف مبعوث کیا۔ وہ قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ بنواسرائیل کے بادشاہ لوگوں پر بٹے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہ ایک علاقہ پر حاکم تھا جس کی آمدن وہ کھاتا تھا۔ وہ بادشاہ جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ حضرت الیاس کی خدمت کرتا اور آپ کی رائے کی پیروی کرتا۔ وہ اپنے ساتھی بادشاہوں میں سے ہدایت پر تھا یہاں تک کہ بت پرستوں میں سے کچھ لوگ ان تک پہنچے۔ تو انہوں نے اس بادشاہ سے کہا یہ تمہیں گمراہی اور باطل کی طرف بلاتا ہے۔ وہ اسے کہنے لگے انہیں بتوں کی عبادت کرو جن کی دوسرے بادشاہ عبادت کرتے ہیں۔ وہ اسی حالت پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ وہ کھاتے اور پیتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں مقبول بھی ہیں۔ ان کے رب کی جانب سے ان کی دنیاوی آسائش میں کوئی کمی نہیں۔ جس کے بارے میں تیرا گمان کہ وہ باطل ہے اور ہمیں ان پر کوئی فضیلت نہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہا۔ اس کے سر اور جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ حضرت الیاس اس کی طرف گئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا جس نے اس بادشاہ کے لیے اس معاملہ کو مزین کیا، وہ اس کی بیوی تھی۔ پہلے وہ ایک جابر بادشاہ کے عقد میں تھی۔ وہ کنعانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ طویل قد، جسیم اور حسین تھا۔ اس کا خاوند مر گیا۔ اس عورت نے سونے کا ایک بت اپنے خاوند کی شکل کا بنایا۔ اس کی یاقوت کی دو آنکھیں بنائیں اور موتیوں اور جواہر کا تاج پہنایا۔ پھر اسے تخت پر بٹھایا۔ وہ اس کے پاس جاتی۔ اسے دھونی دیتی، اسے خوشبو لگاتی اور اس کے سامنے سجدہ کرتی۔ پھر اس کے پاس سے باہر آ جاتی۔ اس کے بعد اس نے اس بادشاہ سے شادی کی جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ عورت فاجر تھی۔ اس نے اپنے خاوند پر غلبہ پا لیا اور بعل کے بت کو اس کمرہ میں رکھ لیا۔ اس نے ستر خدمت گار رکھے۔ جنہوں نے بعل کے بت کی عبادت کی۔ حضرت الیاس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت کی۔ اس دعوت نے ان کی سرکشی میں اضافہ کر دیا۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 208، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

حضرت الیاس علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! بنو اسرائیل نے ہر چیز سے انکار کیا مگر سوائے کفر کے اور غیروں کی عبادت کے تیری جو نعمتیں ان پر ہیں ان میں تبدیلی کردے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کے رزق تیرے ہاتھ میں دے دیے ہیں۔ عرض کی اے اللہ! ان سے تین سال تک بارش کو روک لے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا۔

حضرت الیاس نے بادشاہ کی طرف اپنا ساتھی یسع بھیجا اور اس نے کہا جا کر بادشاہ سے کہہ دو کہ بیشک حضرت الیاس تمہیں کہتے ہیں تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر بعل کی عبادت کو پسند کیا ہے اور اپنی بیوی کی خواہش کی اتباع کی، اب عذاب و بلا کے لیے تیار ہو جاؤ حضرت یسع نے آپ کا پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یسع کو بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا یہاں تک کہ چوپائے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور لوگوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی کی طرف نکلے۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق کا اہتمام فرماتا، ان کے پینے کے لیے اور وضو کرنے کے لیے ایک چشمہ جاری کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کو سخت مصیبت نے آلیا۔ بادشاہ نے بت کے ستر خدام کی طرف پیغام بھیجا انہیں کہا کہ بعل سے سوال کرو کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نکالے۔ انہوں نے اپنے بت نکالے ان کے لیے قربانیاں کیں، ان پر جھک گئے وہ دعائیں کرنے لگے یہاں تک کہ ان پر ایک طویل وقت گزر گیا۔ بادشاہ نے انہیں کہا کہ حضرت الیاس کا معبود تو ان سے جلد بات سن لیتا تھا۔ لوگوں نے حضرت الیاس کی تلاش شروع کر دی۔ حضرت الیاس تشریف لائے۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم سے مصیبت کو دور کیا جائے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ان بتوں کو باہر پھینک دو۔ حضرت الیاس نے اپنے رب سے دعا کی ان کی مصیبت کو دور فرما دے۔ ایک ڈھال کے برابر بادل بلند ہوا جب کہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش کو نازل فرمایا، ان کی مدد فرمائی تو ان لوگوں نے توبہ کی اور وہ واپس آگئے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اِلْيَاسَ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ الیاس سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آج چار انبیاء زندہ ہیں، دو دنیا میں: حضرت الیاس اور حضرت خضر اور دو آسمانوں میں ہیں: حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایرانیوں میں سے ہیں اور حضرت الیاس علیہ السلام بنو اسرائیل میں سے ہیں۔ وہ ہر سال موسم حج کے موقعہ پر باہم ملتے ہیں۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے رب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 10-208، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 207
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 207 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 208

marfat.com
Marfat.com

سے دعا کی کہ وہ اسے اپنی قوم سے آرام دے۔ ان سے کہا گیا ایسے دن کا انتظار کرو تو ایک چیز گھوڑے کی صورت میں آئے گی۔ جب تو وہ جانور دیکھے جس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا ہو تو اس پر سوار ہو جانا۔ حضرت الیاس اس دن کا انتظار کرنے لگے۔ تو اچانک وہ چیز گھوڑے کی صورت میں آئی۔ اس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا تھا یہاں تک کہ وہ آپ کے سامنے آ کر ٹھہر گئی۔ آپ اس پر اچھل کر سوار ہو گئے۔ وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔ یہ آپ کا آخری وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو داڑھی عطا کی، نور کا لباس پہنایا کھانے اور پینے کی لذت ختم کر دی اور فرشتوں میں چلے گئے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الیاس کو بے آب و گیاہ جنگلوں اور حضرت خضر علیہ السلام کو پہاڑوں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ان دونوں کو دنیا میں پہلے نفخہ تک زندگی عطا کی گئی ہے۔ یہ دونوں حج کے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس پہاڑوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔ وہ تنہائی میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، ان کا سر بھاری، پیٹ چپکا ہوا، پتلی پنڈلیاں، سینے میں سرخ بالوں کا گچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کے علاقہ کی طرف بھیج دیا۔ آسمان کی طرف نہیں اٹھایا، اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے ذوالنون رکھا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت خضر ہی حضرت الیاس ہیں۔

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے "دلائل" میں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ تو وادی میں ایک آدمی تھا جو یوں دعا کر رہا تھا اے اللہ! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مغفورہ میں سے بنا دے جس کو بدلہ دیا جائے گا۔ میں نے وادی پر اوپر سے جھانکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس آدمی کی لمبائی تین سو یا اس سے زیادہ ہاتھ ہے۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا وہ تو آپ کی گفتگو سن رہے ہیں۔ تو اس نے کہا ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور انہیں میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بتا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان سے معانقہ کیا۔ دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ہر سال صرف ایک دن کھانا کھاتا ہوں۔ آج میرا افطار کا دن ہے۔ آپ اور میں کھانا کھائیں۔ دونوں پر آسمان سے دستر خوان اترا جس میں روٹی، مچھلی اور جوائن تھی۔ دونوں نے کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ دونوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف بادل کی رفتار سے چلے گئے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 210، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 637 (4119)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 421، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، ذہبی نے کہا بلکہ وہ موضوع ہے جس نے اسے وضع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے کہا میں یہ گمان نہیں کرتا تھا اور نہ اسے جائز سمجھتا ہوں کہ جہالت حاکم تک بھی پہنچ سکتی ہے کہ وہ اسے صحیح قرار دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَعْلًا کا معنی بت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعل سے مراد مالک ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور حضرت ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے ''غریب الحدیث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک گائے ہانک کرلے جا رہا تھا۔ پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ اس نے اسے بلایا، پوچھا تو کن میں سے ہے؟ بتایا اہل یمن سے ہوں۔ کہا یہ بھی ایک لغت ہے یعنی بعل کا معنی مالک ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حمیر کے ایک آدمی کی اونٹنی خریدنا چاہی۔ پوچھا تو اس کا صاحب (مالک) ہے۔ اس نے جواب دیا انا بعلها یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ پوچھا تو کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جواب دیا حمیر سے۔ حضرت ابن عباس نے کہا اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کا معنی ہے کیا تو مالک کو بلاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یہ کہتے ہوئے گزرا من یعرف البقرة؟ ایک آدمی نے کہا انا بعلها میں اس کا مالک ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ تو اس کا خاوند ہے؟ اس آدمی نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بعل کی عبادت کرتے ہو جبکہ میں تمہارا رب ہوں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا تو نے سچی بات کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل کا معنی مالک ہے۔ یہ ازد شنوأة کی لغت میں ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل سے مراد ان کا بت ہے جس کی وہ بعلبک میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دمشق سے آگے ہے۔ وہاں ایک بعل بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمنی زبان میں بعل سے مراد مالک ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کو کہتا ہے اس کپڑے کا مالک کون ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر سوال کیا۔ آپ پھر خاموش ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ گمشدہ چیز کا اعلان کررہا ہے۔ تو دوسرے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا انا بعلها (میں اس کا مالک ہوں)۔ حضرت ابن عباس نے کہا سائل کہاں ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 100 (2546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

سنو جو سائل کہتا ہے انا بعلہا یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کہا تم اپنے مالک کی عبادت کرتے ہو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلْ یَاسِیْنَ سے مراد حضرت الیاس ہی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا سَلٰمٌ عَلٰٓى اِدْرَاسِیْنَ کہا یہ الیاس کے اسی طرح مثل ہے جیسے عیسیٰ، مسیح، محمد، احمد اور اسرائیل، یعقوب۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ یَاسِیْنَ کے بارے میں کہا ہم آل محمد ہیں یعنی آل یسین ہیں۔(1)

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

"اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں ہیں۔ (یاد کرو) جب بچالیا ہم نے انہیں اور ان کے سارے اہل خانہ کو۔ بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے برباد کردیا دوسرے لوگوں کو۔ اور تم گزرتے رہتے ہو ان (اجڑے دیاروں) پر صبح کے وقت اور رات کے وقت۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ان کی بیوی پیچھے رہ گئی تو اسے پتھر بنادیا گیا اس کا نام ہیشفع تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ہلاک ہونے والے۔ تم ان کے پاس سے اپنے سفروں میں گزرتے رہتے ہو۔(3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم صبح وشام ان کے پاس سے گزرتے ہو، جو آدمی مدینہ سے شام کی طرف جاتا ہے تو وہ سدوم کے پاس سے گزرتا ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی قول نقل کیا ہے کہ تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی کے پاس سے گزرتے ہو۔ کیا تم سوچتے نہیں کہ تمہیں بھی ایسی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو انہیں پہنچی ہے۔(5)

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 277 (15026)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102 (2549)، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

"اور بیشک یونس بھی (ہمارے) رسولوں میں سے ہیں۔ جب وہ بھاگ کر گئے تھے بھری ہوئی کشتی کی طرف (سوار ہونے کے لیے)۔ پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور دھکیلے ہوؤں میں سے ہوگئے۔ پس نگل لیا انہیں حوت نے درآنحالیکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کررہے تھے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ پھر ہم نے ڈال دیا انہیں کھلے میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔ اور (ان کی حفاظت کے لیے) ہم نے اگا دی ان پر کدو کی بیل۔ اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ (لوگ) ایمان لائے اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں کچھ وقت تک"۔

امام عبدالرزاق، امام احمد نے "زہد" میں عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ تیری قوم پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ جب وہ دن آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اس بستی سے چلے گئے۔ ان کی قوم نے انہیں نہ پایا تو چھوٹے، بڑے جانور اور ہر چیز کو لے کر نکل پڑے۔ پھر انہوں نے والدہ کو بچے سے، بکری کو اپنے بچے سے اونٹنی اور گائے کو اپنے بچوں سے الگ کردیا۔ ان کی چیخ و پکار کی آواز سنی گئی۔ ان پر عذاب آگیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے دیکھا۔ پھر وہ عذاب ان سے دور کردیا گیا۔ جب عذاب انہیں نہ پہنچا حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہوکر چل دیے۔ سمندر میں لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے یہاں تک کہ وہ سمندر میں اس جگہ تھے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو کشتی رک گئی۔ وہ آگے نہیں چلتی تھی۔ کشتی کے مالک نے کہا ہمیں چلنے سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر تم میں کوئی منحوس آدمی ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تاکہ وہ ایک آدمی کو سمندر میں پھینک دیں۔ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ انہوں نے کہا ہم تیرے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے دوبارہ قرعہ نکالا تو قرعہ تیسری دفعہ بھی آپ کے نام ہی نکلا۔ تو حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی چھلانگ لگا دی۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنالیا۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مچھلی نے انہیں کھلی جگہ پھینکا تو اس وقت وہ بیمار تھے۔ تو ان پر یقطین کی ایک بیل اگ آئی۔ یقطین کدو کو کہتے ہیں۔ وہ اسی طرح ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سانس ان کی طرف لوٹ آئی۔ درخت خشک ہوگیا حضرت یونس علیہ السلام غم کی وجہ سے شدید روئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی: کیا تو ایک درخت کے ہلاک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ افراد کی ہلاکت پر نہیں روتا؟۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 03-102 (53-2550)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

حضرت یونس علیہ السلام کو بستی کی طرف مبعوث کیا، آپ ان کے پاس جو پیغام لائے تھے، اس کو انہوں نے رد کر دیا اور اس کو تسلیم کرنے سے رک گئے۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں ان پر فلاں فلاں عذاب نازل کرنے والا ہوں، ان کے درمیان سے نکل جانا۔ اپنی قوم کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا تاڑ میں رہنا۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے نکل جائے تو انہوں نے تم سے جو وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے۔ جب وہ رات آئے جس کی صبح عذاب آنے کا وعدہ کیا گیا تھا تو آپ رات کو نکل گئے۔ قوم نے انہیں دیکھ لیا، وہ ڈر گئے۔ وہ بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ جانوروں اور ان کے بچوں کو الگ کر دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی، توبہ کی اور مغفرت کے طلب گار ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام بستی اور ان کے رہنے والوں کی خبر کے بارے میں منتظر تھے یہاں تک کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ حضرت یونس سے پوچھا بستی والوں کا کیا بنا؟ اس نے جواب دیا جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا نبی ان کے درمیان سے نکل گیا ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے نبی نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا تھا اس میں وہ سچے تھے۔ وہ اپنی بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ پھر ہر جننے والی اور اس کے بچے کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی اور اس کی بارگاہ میں توبہ کی۔ تو ان کی توبہ قبول ہو گئی اور عذاب ان سے مؤخر کر دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں کذاب کی حیثیت سے ان کی طرف نہیں لوٹوں گا اور چلے گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر نکلے تو کشتی کے پاس آئے، اس میں سوار ہوئے۔ کشتی چلنے سے رک گئی۔ کشتی والوں نے کہا یہ کسی گناہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جو تم نے کیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا آؤ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلے اسے پانی میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ جب حضرت یونس نے یہ دیکھا، فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ آپ نکلے اور اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ اسی وقت مچھلی نے اپنا سر پانی سے تین ہاتھ اوپر اٹھایا۔ وہ اپنے آپ کو گرا رہے تھے۔ تو مچھلی سامنے آگئی۔ جب اس مچھلی نے آپ کو پکڑنا چاہا تو آپ دوسری جانب ہوئے تو مچھلی پھر سامنے آگئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ تو اللہ کا امر ہے تو اپنے آپ کو گرا دیا۔ ابھی پانی آپ پر نہیں گزرا تھا کہ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی نہ اس ہڈیوں کو توڑنا اور نہ ہی اس کا گوشت کھانا، یہاں تک کہ میں تجھے یہ حکم دوں۔ یہاں تک کہ اسے مٹی کے ساتھ لگا دیا۔ اس نے زمین کی تسبیح کو سنا اسی موقع پر حضرت یونس نے ندا کی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر میں پھینکا تو مچھلی نے انہیں لقمہ بنا لیا۔ وہ انہیں لے کر نیچے بیٹھ گئی، یہاں تک کہ وہ وہاں جا پہنچی جہاں پانی پھوٹتا ہے یا اس جیسا کوئی حکم ارشاد فرمایا تو حضرت یونس نے زمین کی تسبیح کو سنا تو اسی وقت ندا کی فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء) دعا

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

عرش کے اردگرد گھومنے لگی۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم دور دراز علاقوں سے ایک کمزور آواز سنتے ہیں۔ پوچھا تم اسے جانتے ہو؟ عرض کی اے ہمارے رب! نہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ عرض کی وہ جس کے ہم ہمیشہ قبول عمل لاتے رہے اور قبول کی ہوئی دعائیں لاتے رہے۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی اے ہمارے رب! کیا تو اس پر رحم نہیں کرے گا جو وہ خوشحالی میں کرتا تھا اور تو اسے مصیبت میں نجات نہیں دے گا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ تو مچھلی کو حکم دیا تو اس نے اسے محفوظ کر دیا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب اسے پھینکا تو اسے کدو کی بیل کی جڑ کے پاس پھینکا۔ وہ اس وقت بچے کی حالت میں تھے۔ وہ اس بیل کے سائے سے سایہ حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنگلی جانوروں سے دودھ پلانے کا انتظام کر دیا۔ جانور صبح و شام اس کے پاس آتے۔ وہ اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا کر دیتیں تو حضرت یونس علیہ السلام اس کا دودھ پیتے یہاں تک کہ ان کا گوشت اگ آیا۔(2)

امام ابن اسحاق، بزار اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں محبوس رکھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو وحی کی کہ اسے پکڑے، نہ اس کا گوشت نوچے اور نہ ہی اس کی ہڈیاں توڑے۔ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ پھر سمندر میں اپنے مسکن میں بیٹھ گئی۔ جب مچھلی انہیں سمندر کی پست ترین جگہ تک لے گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے حس سی سنی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ دل میں کہا یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی جبکہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ زمین کے جانوروں کی تسبیح ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تسبیح بیان کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! زمین کے دور دراز حصہ سے ہم کمزور سی آواز سنتے ہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اس نے میری نافرمانی کی تھی تو میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی وہ صالح بندہ جس کے نیک اعمال ہر روز تیری بارگاہ میں پیش کیے جاتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش کی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا تو مچھلی نے انہیں ساحل پر پھینک دیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَهُوَ سَقِيمٌ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں، امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم سے عذاب کا وعدہ کیا اور انہیں بتایا کہ تین دنوں میں انہیں عذاب آئے گا۔ انہوں نے ماں اور بچہ میں جدائی کر دی۔ پھر وہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں گڑگڑائے۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش کے خواستگار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو روک لیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب کا انتظار کرتے رہے اور کچھ بھی نہ دیکھا۔ ان کا قانون تھا جو جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ ناراض ہو کر چل دیئے یہاں تک کہ کشتی میں ایک جماعت تک پہنچے۔ انہوں نے آپ کو کشتی میں سوار کر لیا اور انہیں پہچان بھی لیا۔ جب آپ کشتی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2558)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2558)

3۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

میں سوار ہوئے تو کشتی رک گئی جبکہ دائیں بائیں کشتیاں چل رہی تھیں۔ پوچھا تمہاری کشتی کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں ایک غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ کشتی اس وقت تک نہیں چلے گی جب تک تم اسے پانی میں نہیں پھینکو گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں فرمایا قرعہ اندازی کرو جس آدمی کے نام قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ نکالا۔ تین دفعہ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ آپ کو سمندر میں پھینک دیا گیا جبکہ ایک مچھلی کی ذمہ داری لگادی گئی جب آپ کو پھینکا گیا تو مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور اسے زمین میں اپنی قرارگاہ تک لے گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے سنگریزوں کی تسبیح سنی تو انہوں نے تاریکیوں میں یوں ندا کی لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء) یہاں تاریکیوں سے مراد مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور رات کی تاریکی تو مچھلی نے آپ کو ایسی جگہ پھینک دیا جہاں کوئی گھاس یا سبزہ نہیں تھا ایسے پرندے کی مانند جس پر کوئی پر نہ ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی ایک بیل پیدا کردی۔ آپ اس بیل سے سایہ حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے۔ وہ بیل خشک ہوگئی۔ جب بیل خشک ہوگئی تو آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو درخت کے خشک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ یا زائد آدمیوں کی ہلاکت پر نہیں روتا جن کے ہلاک ہونے کا تو نے ارادہ کیا؟ آپ باہر نکلے تو آپ ایک نوجوان کے پاس تھے جو ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت یونس نے پوچھا اے نوجوان! تو کس قوم سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں حضرت یونس کی قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔ حضرت یونس نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے انہیں سلام کہو اور انہیں بتانا کہ تو حضرت یونس علیہ السلام سے ملا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اگر تو یونس ہے تو تو ضرور اس بات کو جانتا ہوگا کہ جو آدمی جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کردیا جاتا ہے۔ تو میرے حق میں کون گواہی دے گا؟ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تیرے حق میں یہ درخت اور یہ جگہ گواہی دے گی۔ اس نوجوان نے حضرت یونس علیہ السلام سے عرض کی ان دونوں کو حکم دو۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان دونوں کو فرمایا جب یہ نوجوان تمہارے پاس آئے تو تم اس کے حق میں گواہی دینا۔ دونوں نے کہا ٹھیک ہے۔ نوجوان اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس کے بھائی تھے اور بڑی قوت تھی۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں۔ وہ تمہیں سلام فرماتے تھے۔ بادشاہ نے اس نوجوان کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نوجوان نے کہا اس کے پاس گواہ موجود ہیں۔ بادشاہ نے آدمی نوجوان کے ساتھ بھیجے۔ وہ اسی درخت اور جگہ تک پہنچے۔ نوجوان نے ان دونوں سے کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا حضرت یونس نے تم دونوں کو گواہ بنایا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں قوم گھبرائی ہوئی واپس آئی۔ وہ کہتے تھے درخت اور زمین تیرے حق میں گواہی دیتے ہیں۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس آئے اور جو منظر دیکھا تھا اسے بیان کیا۔ بادشاہ نے نوجوان کا ہاتھ پکڑا، اپنی جگہ بٹھایا اور کہا تو میری بنسبت اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اس نوجوان نے چالیس سال تک ان پر حکومت کی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس بن متی صالح آدمی تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31866)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

آپ جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب ان پر نبوت کی ذمہ داریاں ڈالی گئیں، اس کی ایسی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جنہیں تھوڑے افراد ہی اٹھاتے ہیں تو وہ ان ذمہ داریوں کے نیچے یوں پچکتے چلے گئے جیسے وہ اونٹ بوجھ کے نیچے پچکتا چلا جاتا ہے جس کے ابھی چار دودھ کے دانت گرے ہوں۔ تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ...... وَلَا تَكُنۡ كَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ (القلم:48)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الۡمُدۡحَضِيۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نام قرعہ نکلا کہا ان کے نام قرعہ نکلا تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا حصہ نکلا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کشتی رک گئی لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ کشتی کسی گناہ کی وجہ سے رکی ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنالیا۔ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس میں گناہ گار تھے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے والے نہ ہوتے آپ خوشحالی کے دور میں بہت زیادہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو اسی وجہ سے نجات پا گئے۔ حکمت کی باتوں میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ نیک عمل کرنے والے کو اٹھاتا ہے جب وہ لغزش کرتا ہے اور جب وہ گرایا جاتا ہے تو اسے سہارا پاتا ہے لَلَبِثَ فِيۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ تو یہ اس کے لیے قیامت تک قبر ہوتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاؤس اور انہیں جیسے زمانہ کے لوگ بیٹھے اور انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کونسا امر زیادہ تیزی سے واقع ہوا؟ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ (النحل:77) بعض نے کہا وہ تخت جب حضرت سلیمان کی خدمت میں لایا گیا۔

حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے امروں میں سے سب سے تیز یہ امر تھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مصر کے نیل دریا میں موجود مچھلی کو وحی کی۔ ابھی آپ اس کنارہ سے نیچے نہیں گرے تھے کہ اس مچھلی کے پیٹ میں پہنچ گئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ انہیں لے کر بحر روم، پھر نیل، پھر فارس اور پھر دجلہ میں گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُوَ مُلِيۡمٌ کا معنی ہے کہ آپ گناہ کرنے والے تھے۔

امام ابن انباری اور طستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَهُوَ مُلِيۡمٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا مُلِيۡمٌ سے مراد خطا کار اور گناہ

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-117

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام ابن منبہ، جلد 7، صفحہ 185 (35175)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

گار ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے امیہ بن ابی الصلت کا شعر نہیں سنا:

بَرِیْءٌ مِّنَ الْآفَاتِ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ وَّلٰكِنَّ الْمُسِيْءَ هُوَ الْمُلِيْمُ

''وہ مصائب سے پاک ہے وہ ان کا اہل نہیں، لیکن گناہ گار وخطا کار''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُلِيْمٌ سے مراد گناہ گار ہے۔(1)

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ یعنی اگر عمل صالح اسے نہ چھڑاتا تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتا۔ الحکمۃ میں ہے کہ اچھا عمل عمل کرنے والے کو بلند کر دیتا ہے۔(2)

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(3)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ حضرت یونس کی وہ نماز ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی۔ اس کا ذکر حضرت قتادہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ آسودگی کے دور میں جو نماز پڑھتے تھے۔ وہ نماز مراد ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے اگر آپ نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر وہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر پہلے اس کی عبادت اور تسبیح نہ کی ہوتی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت آغوش رحمت میں لیا جس کی وجہ سے اسے مصیبت پہنچی تھی۔ چالیس دن اور رات تک مچھلی کے پیٹ میں اس پر انعام فرمایا۔ پھر اسے ماں کے پیٹ سے نکالا اور اس پر نظر رحمت فرمائی۔(6)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! ہم اسے خوب جانتے ہیں کہ آسودگی میں آہ وزاری مصیبت کے نازل ہونے کے وقت استعداد پیدا کرتی ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو آہ وزاری کرنے والا اس کا سہارا لیتا ہے۔ اگر اس نے پہلے غلطی کی ہے تو وہ گناہ اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے، اگرچہ گناہ کو بہت عرصہ گزر چکا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ آسودگی کے دور میں اللہ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبت کے وقت یاد کرے گا۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام صالح آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 44 (عن قتادہ) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 119 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 120

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 103 (2552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 94

marfat.com
Marfat.com

گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ فرعون سرکش بندہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھلانے والا تھا۔ جب غرق نے اسے آلیا تو فرعون نے کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿﴾ (یونس) تو اسے کہا گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ (یونس)۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں کثرت سے نماز پڑھتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں گئے تو گمان کیا کہ یہ موت ہے۔ تو اپنے پاؤں کو حرکت دی۔ تو وہ حرکت کر رہیں تھی۔ تو آپ نے سجدہ کیا۔ عرض کی میں نے تیری بارگاہ میں وہاں سجدہ کیا جہاں کسی نے بھی سجدہ نہ کیا۔(2)

امام عبداللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ مچھلی نے چاشت کے وقت اسے نگلا اور شام کے وقت اسے باہر پھینکا۔ انہوں نے اس کے پیٹ میں رات نہیں گزاری۔(3)

حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن گزارے۔(4)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(6)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سات دن رہے۔ تو مچھلی انہیں لے کر ساتوں سمندروں میں گھومی پھر دجلہ کے کنارے انہیں پھینک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ تین دن تک اس کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے تو وہ نجات پا گئے۔ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ تو مچھلی کا پیٹ اس کے لیے قبر بن گیا۔ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ قیامت کے دن تک عراء سے مراد دجلہ کا کنارہ ہے۔ نینوئی دجلہ کے کنارے ہے۔ وہ اس کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی آپ کو دجلہ میں لے کر پھرتی رہی۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 138 (34794)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 40-639 (4129)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 639 (4126)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 638 (4124)

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 104 (2556)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31867)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-118، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ ہم نے اسے ساحل پر پھینکا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ ایک کشتی میں لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے۔ کشتی ٹھہر گئی، چلتی نہیں تھی۔ آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی اور سمندر میں چھلانگ لگادی۔ مچھلی دم ہلاتی ہوئی آئی۔ مچھلی کو آواز دی گئی کہ ہم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرا رزق نہیں بنایا۔ ہم نے تجھے اس کی جائے پناہ اور مسجد بنایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجاء کی اے میرے اللہ! تو نے مجھے گھروں سے نکالا، پہاڑوں کی چوٹیوں سے مجھے اتارا، شہروں میں پھرایا، سمندر میں مجھے پھینکا اور مچھلی کے پیٹ میں مجھے قید کیا۔ کیا تو میرا کوئی ایسا اچھا عمل نہیں جانتا جس کے بدلے میں تو مجھے یہاں سے آزادی دلائے۔ فرشتوں نے عرض کی ہمارے رب! معروف آواز ایک اجنبی جگہ سے آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دنوں تک رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھلی جگہ پر پھینک دیا جبکہ وہ بیمار تھے۔ ان پر کدو کی بیل کو اگادیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس سے سایہ حاصل کرتے، اس کے کدو کھاتے اور اس کی جڑ سے پانی پیتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بیل کو خشک کر دیا۔ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کے لیے جو منافع تھے وہ ختم ہو گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام غمگین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو ایک درخت پر غمگین ہو گیا جسے میں نے اگایا۔ پھر اسے خشک کر دیا تو اس وقت اپنی قوم پر غمگین نہ ہوا۔ جب انہیں عذاب آیا تو ان سے الگ ہو گیا۔ پھر ناراض ہو کر چلا گیا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو بلاتے تو وہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار دیتے۔ جب حوت میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں بھلائی کی دعا کی۔ انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام پر ایک جاسوس معین کیا۔ جب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تھکا دیا تو اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا کی۔ ان کا جاسوس قوم کے پاس آیا۔ کہا جو کچھ کر سکتے ہو کرو، تم پر عذاب آیا چاہتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تمہارے حق میں بددعا کر دی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام چلے گئے انہیں یقین ہو گیا کہ ان پر عذاب ضرور آئے گا۔ وہ سب لوگ نکلے۔ انہوں نے جانوروں کو اپنے بچوں سے الگ کر دیا۔ وہ توبہ کرتے ہوئے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام آئے تاکہ دیکھیں کہ انہیں کس عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ دیکھا تو زمین عذاب کے بغیر سرسبز وشاداب ہے۔ اسی وقت وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ایک قوم کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی آگے نہ چلتی تھی اور نہ ہی پیچھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125

marfat.com
Marfat.com

مڑتی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ سب کچھ تم میں سے کسی کے گناہ کی وجہ سے ہے؟ قرعہ اندازی کرو کہ کسے ہم پانی میں پھینکیں اور اپنی راہ لیں۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میرے بغیر کسی اور کا ارادہ نہیں کیا گیا مجھے پھینک دو۔ مجھے سر کے بل نہ پھینکنا بلکہ مجھے پاؤں کی جانب سے بہانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مچھلی منہ کھولے ہوئے آئی۔ اس نے آپ کو لقمہ بنالیا۔ ایک بڑی مچھلی نے اس کا پیچھا کیا تا کہ دونوں کو لقمہ بنالے مگر وہ مچھلی اس سے آگے نکل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے یہاں تک کہ ہڈیاں نرم ہوگئیں، گوشت جلد اور بال جاتے رہے۔ وہ بیمار تھے تو اس وقت جو دعا کرنی تھی کی مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا جبکہ آپ بیمار تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک کدو کی بیل اگادی۔ اس بیل میں آپ کی غذا تھی یہاں تک کہ آپ کی ہڈیاں مضبوط ہوگئیں۔ گوشت، بال اور جلد اُگ آئے۔ آپ جس طرح پہلے تھے اس طرح ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیل پر ہوا بھیجی تو وہ بیل خشک ہوگئی۔ تو حضرت یونس علیہ السلام رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو ایک درخت پر روتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تیری غذا کا اہتمام کیا تھا اور اپنی قوم کی ہلاکت پر نہیں روتا۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تا کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیں اور جو طرز عمل انہوں نے اپنا رکھا ہے اسے ترک کردیں۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی۔ قوم کے افراد نے بات ماننے سے انکار کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔ عرض کی اے میرے اللہ! میری قوم نے میری بات ماننے سے انکار کردیا ہے اور مجھے جھٹلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور تیری تصدیق کریں تو بہتر ورنہ انہیں بتا کہ عذاب کل ان پر آجائیگا۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی مگر انہوں نے ماننے سے انکار کردیا۔ فرمایا کل صبح تم پر عذاب آجائے گا۔ پھر ان کے پاس سے چلے گئے جب نصف رات ہوئی تو بورا لیا، اس میں اپنا کھانا رکھا پھر نکل گئے۔ جب انہوں نے عذاب دیکھا، ماؤں اور بچوں کو الگ کردیا خواہ وہ جانوروں کے تھے یا انسانوں کے۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام آپ کی دعوت پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے یہ دیکھا بعد اس کے کہ عذاب ان پر چھایا ہوا چاہتا تھا جس طرح قبر کو کپڑے سے ڈھانپا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب دیکھنے کے لیے رکے رہے۔ جب صبح ہوئی، قوم کو بستی سے نکلتے ہوئے دیکھا، انہیں کوئی عذاب نہیں پہنچا تھا تو حضرت یونس علیہ السلام نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں ان کے پاس نہیں آؤں گا کیونکہ وہ مجھے جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر نکلے۔ لوگوں کو دیکھا کہ کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام بھی ان کے ساتھ سوار ہوگئے۔ جب کشتی انہیں لے کر چلی تو وہ رک گئی۔ قوم نے کہا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو سخت گناہگار ہے۔ قرعہ اندازی کرو، سب غرق نہ ہو۔ قوم نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ تمہارے تیر خلط ملط

marfat.com
Marfat.com

ہو گئے تھے۔ دوبارہ تیر اکٹھے کرو اور قرعہ اندازی کرو۔ پھر بھی حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو قوم سے فرمایا مجھے پانی میں پھینک دو۔ تم سب غرق نہ ہو لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو پانی میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ذمہ داری سونپی۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ نہ وہ آپ کی ہڈی توڑتی اور نہ آپ کا گوشت کھاتی۔ مچھلی انہیں سمندر کی گہرائی میں لے گئی۔ جب آپ پر رات تاریک ہو گئی تو تین تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی۔ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، رات کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی کہ اسے سمندر میں پھینک دو مچھلی پانی سے اوپر ہوئی اور آپ کو خشکی پر پھینک دیا۔ آپ پر کوئی بال، کوئی جلد اور کوئی ناخن نہ تھا۔ جب ان پر سورج طلوع ہوا تو سورج کی گرمی نے انہیں اذیت دی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تو آپ پر کدو کی بیل اگ آئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے تو مچھلی نے آپ کو سات سمندروں میں پھرایا۔ پھر انہیں دجلہ کے کنارے لے آئی اور دجلہ کے کنارے آپ کو پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل کو اگا دیا جو خشکی کی بیل ہے۔ اَوْ یَزِیْدُوْنَ سے مراد ستر ہزار ہیں۔ ان پر عذاب سایہ کر چکا تھا تو انہوں نے انسانوں اور چوپاؤں میں سے والدہ اور اولاد کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا اور آسمان نے ان پر خون کی بارش کی۔ (1)

امام عبدالرزاق، امام احمد نے "زہد" میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام کو نہ تکلیف پہنچائے اور نہ ہی انہیں زخمی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ یعنی آپ اس سے پہلے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ حضرت یونس کی عبادت کا ذکر کیا۔ جب آپ سمندر سے باہر نکلے تو آپ سو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کدو کی بیل اگا دی۔ اس نے آپ کو سایہ کر دیا۔ وہ ایک دن میں اتنی بڑی ہو گئی کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اسے دیکھا کہ وہ آپ کو سایہ کر رہی ہے۔ اس کی سرسبزی کو دیکھا جس نے آپ کو خوش کیا۔ پھر آپ سو گئے پھر جاگے تو خشک ہو چکی تھی۔ آپ اس بیل کے خشک ہونے پر غمگین ہونے لگے۔ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا تو نے نہ اسے پیدا کیا ہے نہ اسے پانی دیا اور نہ اسے اگایا، اب پھر اس پر غمگین ہوتا ہے جبکہ میں نے ایک لاکھ یا اس سے زائد انسان پیدا کیے۔ میں نے ان پر رحم کیا تو یہ بات آپ پر شاق گزری۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن قیس رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کدو کی بیل پیدا کر دی۔ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ یَقْطِیْنٍ کیا ہے؟ فرمایا کدو کا درخت۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری آپ کے لیے تیار کی جو زمین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 124، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108 (2567)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

کیڑے مکوڑے کھاتی۔ آپ پر ٹانگوں کو پھلا دیتی اور صبح وشام آپ کو دودھ پلاتی یہاں تک کہ آپ توانا ہو گئے۔ ابن ابی الصلت نے اسلام سے قبل ان کے بارے میں ایک شعر کہا:

فَاَنْبَتَ يَقْطِينًا عَلَيْهِ بِرَحْمَةٍ　مِنَ اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ اَلْفٰى ضَاحِيًا

"اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس پر کدو کی بیل اگا دی، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نہ ہوتی تو کوئی چیر نے پھاڑ نے والا درندہ پاتے"۔(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یَقْطِیْنٍ سے مراد کدو ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یَقْطِیْنٍ سے مراد کدو ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ کدو تھا جسے تم دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت یونس علیہ السلام پر پیدا کیا جس سے وہ کھاتے تھے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَقْطِیْنٍ سے مراد کدو ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ یَقْطِیْنٍ سے مراد کدو ہے۔(5)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اسے مرفوع رویت نقل کیا ہے کہ دکھاؤ اگر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ہلکے درخت کو جانتا تو وہی حضرت یونس علیہ السلام پر اگاتا۔ جب تم میں سے کوئی شوربہ بنائے تو اس میں زیادہ کدو ڈالے کیونکہ یہ دماغ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کدو کا درخت پیدا کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کا کوئی پتہ نہ لیتے اور اسے پکڑتے مگر وہ آپ کو دودھ پلاتا یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے جتنا عرصہ چاہا آپ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ آپ طاقتور ہو گئے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یَقْطِیْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کدو یا ایسا درخت جس کا تنا نہ ہو (8)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے: ہر وہ چیز جو اگے اور ایک سال میں ختم ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: بطیخ کے قرع میں شامل ہونے سے کیا مانع کیونکہ یَقْطِیْنٍ یہ اس شے کو کہتے ہیں جو زمین پر پھیلتی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر درخت جس کا تنا نہ ہو وہ یَقْطِیْنٍ ہوتا ہے (9)۔ جو زمین پر پھیلتا جاتا ہے جیسے تربوز، خربوز اور ککڑی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 122، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضا　3۔ ایضا　4۔ ایضا　5۔ ایضا
6۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 244 (4719)، دار صادر بیروت　7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123
8۔ ایضا　9۔ ایضا، جلد 23، صفحہ 121

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے یَّقْطِیْنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کدو ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ ایسا درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یَّقْطِیْنٍ کا نام دیا جس نے آپ کو سایہ دیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَرْسَلْنٰهُ کی یہ تعبیر کی ہے کہ یہ شان مچھلی کے لقمہ بنانے سے پہلے عطا ہوئی۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالنے سے پہلے اہل نینویٰ کی طرف مبعوث کیا جو موصل کا علاقہ ہے۔(3)

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اسی وقت نبی مبعوث کیا جب مچھلی نے اسے پھینکا تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ۔(4)

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ یَزِیْدُوْنَ کے بارے میں پوچھا، فرمایا بیس ہزار زائد تھے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ یَزِیْدُوْنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا تیس ہزار زائد تھے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب العقوبات'' میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ یَزِیْدُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک لاکھ اور چالیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوْ یَزِیْدُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ستر ہزار زائد تھے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زیادتی ستر ہزار تھی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِیْنٍ سے مراد موت ہے۔(7)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123 | 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125 | 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 | 6۔ ایضاً
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2559)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا
بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ
لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

”ذرا پوچھیے ان (نادانوں) سے کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔ آیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تو کیا وہ موجود تھے۔ غور سے سنو! وہ جھوٹی تہمت لگاتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچے جنے اور وہ بلاشبہ جھوٹ بکتے ہیں۔ کیا اس نے پسند کی ہیں (اپنے لیے) بیٹیاں، بیٹوں کو چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہوگیا؟ تم کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ کیا تم غور وفکر نہیں کیا کرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ تو اپنی وہ دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ۔ حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ انہیں (پکڑ کر) پیش کیا جائے گا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان (لغویات) سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسی ہرزہ سرائی نہیں کرتے)۔“

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاسْتَفْتِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی قریش کے مشرکوں سے سوال کرو کیونکہ مشرکوں نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اور ان کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے کہا فرشتے مؤنث ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیٹے بنائے اور اپنے لیے بیٹیاں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو یعنی یہ فیصلہ ظلم کا فیصلہ ہے۔ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے مراد واضح عذر ہے۔ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ یعنی اپنا عذر پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اللہ کے دشمن یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور ابلیس دو بھائی ہیں۔ (1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کفار نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ان کی مائیں کون ہیں؟ جواب دیا جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ یعنی انہیں حساب کے موقع پر حاضر کیا جائے گا۔ کہا یہاں جنۃ سے مراد فرشتے ہیں۔ (2)

جویبر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قریش کے تین قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنوسلیم، بنو خزاعہ اور بنو جہینہ۔ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 28-125، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 29-128

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں سے رشتہ داری بنائی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنۃ سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں جن کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ فرشتے تمام کے تمام جن ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ وہ جنت میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنوں اور انسانوں کی تعریف ہے۔(1)

فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾

”پس تم اور جن (جھوٹے خداؤں) کی تم پوجا کرتے ہو، تم (سب مل کر) اللہ تعالیٰ کے خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے۔ مگر اسے جو تاپنے والا ہے بھڑکتی آگ کو۔“

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ضمیر سے مراد مشرکوں کی جماعت ہے۔ وَمَا تَعْبُدُوْنَ یعنی معبودان باطلہ۔ بِفٰتِنِيْنَ نماز پڑھنے والے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ مگر جن کے بارے میں میرے علم میں تھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے ”السنۃ“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نہ تم گمراہ ہو اور نہ تم سے زیادہ گمراہ ہے مگر جس کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِفٰتِنِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم گمراہ نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِفٰتِنِيْنَ کا معنی گمراہ ہے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ مگر وہ جس کے حق میں جہنم میں داخل ہونا مقدر ہو چکا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم تیمی، عمر بن عبد العزیز اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا مگر جو جہنم میں داخل ہوگا وہ مومن کو نہ آزمائش میں ڈالیں گے اور نہ اس پر مسلط ہوں گے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 106 (2560)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 130

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابلیس کی اولاد! تم میرے بندوں میں سے کسی کو بھی آزمائش میں ڈالنے پر قادر نہیں ہوئے مگر وہی جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم کسی بندہ کو فتنہ میں نہیں ڈال سکتے مگر جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے

وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

''اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کے لیے مقام متعین ہے۔ اور ہم پرے باندھے (مقام نیاز میں) کھڑے ہیں۔ اور بیشک ہم اس کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ فرشتوں نے کہا اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ فرشتوں نے کہا وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حضرت جبرائیل کا قول ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ موجود ہے، سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ یہ سلسلہ تا قیامت رہے گا۔

امام محمد بن نصر مروزی نے ''کتاب الصلاۃ'' میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم ابو الشیخ نے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں قدم کے برابر بھی جگہ نہیں مگر وہاں فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔(3)

امام محمد بن نصر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے کہا آسمان چرچرایا اور چرچرانا اسے زیبا ہے۔ آسمان میں قدم رکھنے کے برابر بھی جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجود میں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 132

marfat.com
Marfat.com

''شعب الایمان'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر جگہ بھی نہیں بلکہ اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہوتے ہیں وہ کھڑا ہوتا ہے یا سجدے میں ہوتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آسمان چرچرایا چرچرانے کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جائے گی۔ بیشک آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر بھی جگہ نہیں مگر اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہیں۔

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچرایا اور چرچرانا اس کو زیبا ہے اس میں چار انگلیوں کی مقدار جگہ بھی نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ اپنی جبین رکھے ہوئے ہے، اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ فرمایا کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تم کیا سنتے ہو۔ فرمایا میں آسمان کی چرچراہٹ کو سنتا ہوں۔ اس کا چرچرانا ملامت کا باعث نہیں۔ اس میں قدم برابر بھی جگہ نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ رکوع یا سجود کر رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ نازل ہوئی تو مرد آگے ہو گئے اور عورتیں پیچھے ہو گئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صفیں بنانے کا حکم دیا۔

امام عبد الرزاق نے ''مصنف'' میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ صحابہ صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ولید بن عبد اللہ بن ابی مغیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نماز میں صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نماز ظہر کی پڑھی حضرت جبرئیل امین آئے اور کہا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ جبرئیل امین کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ مرد آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور مردوں کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوئیں تو لوگوں کو آپ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ یہاں تک کہ جب عصر کا وقت ہوا تو جبرئیل امین کھڑے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 107 (2565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9، صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصفوف، جلد 2، صفحہ 27 (2426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہوئے اور اسی طرح کیا۔ جب سورج غروب ہوا تو انہوں نے تین رکعتیں پڑھائیں، پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی لیکن تیسری رکعت میں انہیں قرأت نہ سنائی۔ جب عشاء کا وقت ہوا اور شفق غائب ہوگئی، حضرت جبرئیل امین آئے، لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں، دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی۔ جب صبح ہوئی تو جبرئیل امین آئے، دو رکعتیں پڑھائیں، دونوں میں بلند آواز سے قرأت کی اور لمبی قرأت کی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے صفیں درست کرلو۔ اے فلاں! آگے ہو جا اے فلاں! پیچھے ہٹ جا۔ اپنی صفوں کو درست کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فرشتوں کی ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کرتے وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسی طرح صفیں نہیں بناؤ گے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں۔ وہ اگلی صفوں کو درست کرتے ہیں اور صف میں جم جاتے ہیں۔(2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی بنادی گئیں، ہمارے لیے زمین مسجد بنادی گئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو درست کرو اور ان میں جم جاؤ کیونکہ میں اپنے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ حضرت انس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ ہمارا ساتھی اپنا کندھا ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم ساتھی کے قدم سے ملاتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ صفیں اس طرح سیدھی کررہے تھے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ ایک روز آپ نے ایک آدمی کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا دیکھا۔ ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو درست کردیا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے سے مختلف کردے گا۔(5)

امام احمد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو درست کرو۔ شیطان تمہارے درمیان حذف کے بچوں کی طرح داخل نہ ہوجائے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ حذف (6) کے بچوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سیاہ بکری جو یمن کے علاقے میں ہوتی ہے۔(7)

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب ماجاء فی فرض الفلاۃ، جلد 1، صفحہ 339 (1775)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوۃ، جلد 4، صفحہ 128 (430)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب المساجد، جلد 5، صفحہ 5 (522)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308 (3524)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً (3525)
6۔ چھوٹی قسم کی بھیڑ (مترجم)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 308 (3526)

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو جاؤ، تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو کیونکہ نماز کا حسن صفوں کا درست کرنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا ہمارے لیے سنتوں کو بیان فرمایا اور ہمیں ہماری نمازیں سکھائیں، فرمایا جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو درست کرو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفوں کو درست کرو خالی جگہ کو بند کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صف میں خلا کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجے کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اس کے لیے گھر بنائے گا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو اپنے رکوع اور سجود کو اچھا کرو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوں کو درست کرو، تمہارے دل درست ہو جائیں گے۔ ایک جگہ جم کر رہو، تم پر رحم کیا جائے گا۔(7)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ (المزمل:20) نازل ہوئی تو جبریل نے پوچھا کیا یہ تمہاری مشقت کا باعث ہے؟ فرمایا ہاں کہا وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا ہم آسمانوں میں صفیں بناتے ہیں اور ہم نماز پڑھتے ہیں۔ یہ فرشتوں کا قول ہے۔ وہ بندوں میں اپنا مکان بیان کر رہے ہیں۔(8)

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308 (3527)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (3528)

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3529)

4۔ ایضاً، باب فی سد الفرج فی الصف، جلد 1، صفحہ 333 (3819) 5۔ ایضاً (3824)، عن عروۃ بن الزبیر

6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3540)، عن ابی ہریرۃ 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3533)

8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾

"اور وہ (بعثت نبوی سے پہلے) کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔ پس (جب نصیحت آئی) تو اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔ اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں پہلے ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ پس آپ رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر اور ملاحظہ فرماتے رہیے ان (کے حالات) کو وہ (خود بھی) اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارے عذاب (کے اترنے) کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ پس جب وہ اترے گا ان کے آنگن میں تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جاتا تھا۔ اور رخ انور پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر کے لیے۔ اور (قدرت الٰہی کا تماشا) دیکھتے رہیے۔ وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اہل مکہ کے مشرکوں کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے کتاب کا انکار کر دیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات اہل مکہ کے مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی۔ جب ان کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ کہا انبیاء کو قتل کیا جاتا جبکہ وہ مدد کیے گئے ہوتے۔ مومنوں کو قتل کیا جاتا ہے جبکہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کی مدد دنیا اور آخرت میں دلائل سے کی گئی۔ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی قوم قتل کی گئی جو مومنوں میں سے ہو اور حق کی طرف دعوت دیتی ہو۔ وہ امت چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم بھیج دیتا ہے جو ان سے مومنوں کا بدلہ لیتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰى حِيْنٍ کا معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 35-134

marfat.com
Marfat.com

ہے موت تک۔ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ وہ صاحب بصارت ہوتے جب بصارت انہیں کچھ نفع نہیں دیتی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ حین سے مراد یوم قیامت ہے۔

امام ابن جریر اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حین سے مراد یوم بدر ہے اور ساحت سے مراد ان کے گھر ہیں فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ کتنی بری وہ صبح کرتے ہیں۔ (2)

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اے محمد! ہمیں وہ عذاب دکھاؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اسے جلدی لے آؤ۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا جبکہ وہ کدالیں لے کر باہر نکلے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے کہا محمد اور لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کی صبح بڑی بری ہوتی ہے۔ ہم نے بستی کے باہر گدھے پکڑے اور انہیں پکایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول گھریلو گدھوں سے تمہیں منع کرتا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے، شیطان کا عمل ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہیں کہا گیا ان سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: قیامت کے روز وہ فرمائے گا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں کہا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اس کی کتاب کا جو انکار کیا۔ کہا اَبْصِرْ اور اَبْصِرْهُمْ دونوں معنی میں ایک ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

"پاک ہے آپ کا رب! جو عزت کا مالک ہے ان (ناسزا باتوں سے) جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور سلامتی ہو سب رسولوں پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جاتا ہے اور بہتان لگایا جاتا ہے تو اس وقت وہ اپنی پاکی بیان کرتا ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ اس سے مراد جو وہ جھوٹ بولتے ہیں (4) وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 37-136

3۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، جلد 2، صفحہ 604، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 109 (2570)

marfat.com
Marfat.com

ابن مردو یہ ابوعوام کے واسطہ سے قتادہ سے وہ حضرت انس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک ہوں۔ ابوعوام نے کہا قتادہ جب یہ آیت سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تلاوت کرتے تو یہ حدیث ذکر کرتے۔

امام ابن سعد اور ابن مردو یہ سعید کی سند سے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس سے وہ ابوطلحہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم رسولوں پر سلام بھیجو تو مجھ پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں رسولوں میں سے ہی ایک بہتر ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اس قول سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے نماز سے فارغ ہونے کی پہچان کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلی اور ابن مردو یہ رحمہم اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب وہ ارادہ کرتے کہ نماز کا سلام پھیریں تو یہ پڑھتے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے ''افراد'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا تلاوت کرتے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ان آیات کی تلاوت کرتے۔

طبرانی نے زید بن ارقم سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تین بار پڑھا تو اس نے اجر کا پورا پیمانہ بھرا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ قیامت کے روز پورا پیمانہ بھرے تو جب وہ مجلس سے اٹھنے لگے تو یہ کہے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور متصل سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ نے اپنی ''ترغیب'' میں حضرت اصبغ بن بناتہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ مکمل پیمانہ بھرے تو وہ آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو تین بار پڑھے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16927)، دار الفکر بیروت

2۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 474 (1113)، دار الکتب العلمیہ بیروت　3۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16926)

4۔ تفسیر بغوی، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 585، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com